یا اللہ جل جلالک بسم اللہ الرحمن الرحیم یا رسول اللہ ﷺ

حصہ اول

شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم

حصہ دوم

حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

مع معتبر ترین ۳۳ کتبِ شیعہ سے چار بناتِ رسول کا ثبوت

تقدیم و حکم تصنیف

مخدوم ملت، منبعِ رشد و ہدایت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف: خادم حضور محمد رفیق کیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)

ناشر دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

یا اللہ جل جلالک　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　یا رسول اللہ ﷺ

حصہ اول

شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم

حصہ دوم

حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

مع معتبر ترین ۳۳ کتبِ شیعہ سے چار بناتِ رسول کا ثبوت

تقدیم و حکم تصنیف

مخدوم ملت، منبعِ رشد و ہدایت
قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف: خادم حضور محمد رفیق کیلانی ایم اے (عربی، اسلامیات) گولڈ میڈلسٹ

ناشر: دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقصدِ تحریر: یہی آرزو ہو جو سرخ رو، ملے دوجہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا، وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

نام کتاب: ''شانِ پنجتن پاک'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حکمِ تصنیف: سرتاج الاولیاء غوث الاغیاث قبلۂ عالم الحاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بہ دعا و شفقت: سیدی وسندی حضور قبلہ چن جی سرکار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

نام مصنف: مولانا محمد رفیق کیلانی ایم اے

ناشر: دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ایڈیشن: اول (گیارہ سو تعداد)

تاریخ طباعت: 15 رمضان المبارک ۱۴۲۵ ہجری

معاون طباعت: حضرت قبلہ جناب حاجی محمد شفیق صاحب آف لاہور

تحریک: خادم خصوصی دربار شریف جناب حاجی محمد رفیق صاحب آف پنجن کسانہ حال کھاریاں کینٹ گجرات

کمپوزنگ: رضوان شادی کارڈ اینڈ کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر علی پور چٹھہ

انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے نام کرتا ہوں کہ جن کے کرم نے دینی و دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا ہے اور جنہوں نے اپنی نگاہ فیض اور روحانی تصرف سے رد شیعیت و نجدیت میں پچاس کتب اپنے خدام علماء سے تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہِ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور صورت و سیرت دورِ حاضر میں صداقتِ اسلام کی بیّن دلیل ہے

عہدِ فاروق از جمالش تازہ شد
حق زحرف او بلند آوازہ شد

ہزاروں خدام کی دعا میں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے
مرشدی باقر علی، شیرِ خدا کا ساتھ ہو

(ناچیز محمد رفیق کیلانی خادم حضور)

الاھداء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاث ،قطب الاقطاب ،حضور قیوم العصر ،حضرت سیدی و مولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لختِ جگر و نورِ نظر، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین، عالمی مبلغِ اسلام، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاذ، سیدی وسندی ،میرے قبلہ و کعبہ، حضرت الحاج پیر سید محمد **عظمت علی شاہ صاحب بخاری** دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمتِ اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمعِ بارگہِ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

(ناچیز خاکپائے کوچۂ مرشد محمد رفیق کیلانی)

کچھ اس ایڈیشن کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد

اس مجلد میں حصہ اول اور حصہ دوئم کے عنوان سے دو مستقل تحریریں ہیں۔ حصہ اول ''شان پنجتن پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' کے موضوع پر ہے جس میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی پاک ﷺ کے حکم کے مطابق ہلاک ہونے والے دونوں گروہوں ''محبِ مفرط'' اور ''مبغض علی'' کا رد کرتے ہوئے یہ حقیقت بے غبار کی گئی ہے کہ اہلسنّت و جماعت کا ہر فرد سر سے لے کر پاؤں تک ان حضراتِ قدس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس پاک گھرانے کی محبت سے نا آشنا افراد کو شناسا کرنے کیلئے نو مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں (1) حبِ علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے (2) گھرانۂ علی کی شان میں پندرہ مختلف عنوانات پر بخاری شریف و مسلم شریف و ترمذی شریف کی احادیث مبارکہ (اور اسی نسبت سے) (3) پندرہ خصائص سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) ایک معرکہ آراء مضمون ''شان اہل بیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات'' (5) خارجیوں کے عظمت و شان اہل بیت پاک میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات کا جواب (6) اہلسنّت سلف و خلف کے نزدیک حضرت مولا علی شہنشاہِ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکزِ ولایت اور آپکی نسلِ پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے (7) حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحابی ہونے، حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ غزوۂ خیبر ہونے اور

قاتل مرحب ہونے پر خارجیوں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات (8) خارجیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ''حدیث قسطنطنیہ'' ہے اس کا دلائل کی روشنی میں مبنی برحق تجزیہ (9) استاذی المکرّم حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم کیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدفون درقدمین حضور پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا محبت کے اشکوں سے وضو کر کے پڑھا جانے والا ایمان افروز ''سلام بحضور سید الشہداء حضرت امام حسین وشہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم''

حصہ دوم: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ'' بمع ۳۳ کتبِ شیعہ کے مستند ترین حوالہ جات سے چار بناتِ رسول کا ثبوت'' اس تحریر کے پہلے پانچ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کے آخر میں ایک مضمون بعنوان ''اختلافاتِ صحابہ قرآن وحدیث کی روشنی میں'' از جناب قاری خالد محمود صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ، اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ملک کے طول وعرض سے اور بیرون ملک سے بھی اس پتہ پر رابطہ کرنے پر دستیاب ہوگی ''ناظم دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف مقام وڈاکخانہ خاص تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ''

از محمد رفیق کیلانی (گولڈ میڈلسٹ)

خادم حضور غوث الاغیاث

حضرت کیلیانوالہ شریف

فہرست

تقدیم

(یہ تحریر پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدوۃُ السالکین، زُبدۃُ العارفین، نقیبِ مسلکِ مجدد الف ثانی، پاسبانِ فیضانِ حضور اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری و حضور قبلۂ عالم حضور پیرِ کیلانی رحمۃُ اللہ علیہما نے خصوصی طور پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ وَ فُرۡقَانِہِ الۡحَمِیۡدِ ۔ لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَقٰتَلُوۡا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۔

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں

ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷ ع ۱۷، الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل للہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جسمیں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشادِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں ۔جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اوران سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن ۔تبرابازی کرے اوران کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے ۔جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحقِ رحمت ہوتا ہے۔نہ کہ مستحقِ لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔لہٰذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔اس حکم میں جس طرح خلفاءِ راشدین شامل ہیں ۔اسی طرح ازواجِ مطہراتِ بھی شامل ہیں ۔اس طرح حضرت طلحہ۔حضرت زبیر۔حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم بھی شامل ہیں ۔اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعتِ رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے ! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم وکرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلۂ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک نیلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی

حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہوگیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالمِ رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمتِ عالم، نورِ مجسم، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تُو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے! پھر آپ نے فرمایا "تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟" میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشدِ حقانی، حضرت قبلۂ شیرِ ربانی، سرکارِ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور ساتھی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا

ہے۔ حضور قبلہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کرلوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کر لی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گذرگاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلہ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ ''لا لیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے'' میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا

ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لٰہذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمال باکمال سے نواز دینگے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا

کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی۔ آج اس کی معافی ہوگئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ واستغفار کے بعد بھی حضور پرُنور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل وعلا اور بارگاہِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں معافی کا خواستگار رہا۔

قارئین! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضٰی، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیھم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول، ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبتِ ایمانی نہ رکھے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

''اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد

کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے ۔قطب الاقطاب کا سرِ مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار انہی کی حمایت ورعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے ۔حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوباتِ حضرت امام ربانی دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب وابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی اپنے مکتوباتِ مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہوسکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن مین رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت ومحبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں :۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پُرنور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ ۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی

رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کو نہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ ترجمہ ''اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں'' کیونکہ اگر ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آجاتے اور جلوہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے سچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

الحمدللہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ۔ اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہلِ بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں زیرِ نظر کتاب بفضلہ تعالیٰ مقبولِ زمانہ تحریر کی حیثیت سے عوام و خواص میں مقبول ہو چکی ہے اور یہ اس کا چوتھا اور پانچواں ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیب پاک، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلۂ عالیہ کے تمام سائیوں و بزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جیسا کہ اوپر تفصیل سے میں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اپنے خواب کا ذکر کیا ہے درحقیقت یہ خواب خود رسول اللہ ﷺ اور

حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک عظیم فیصلہ ہے۔ اس کتاب کا موضوع بھی یہی ہے۔ جس طرح کہ کتاب کے سرِ ورق سے ظاہر ہے ہمارے حکم سے ہمارے ہی خادم برخوردار محمد رفیق کیلانی سَلَّمَہٗ نے یہ کتاب لکھی ہے جس میں موضوع سے انصاف کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ اس کا حرف حرف میں نے مطالعہ کیا ہے اور سکونِ قلب و ایمان کا سبب پایا ہے انشاءاللہ نظرِ انصاف سے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغِ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائدِ حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواجِ مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آل پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روزِ قیامت حضور پُرنور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیاتِ قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟ اس کتاب کو پڑھ کر کئی ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اور اللہ

کے فضل سے، نبی کریم ﷺ کی نظرِ رحمت پاک سے اور میرے سلسلے والے سائیوں کا صدقہ یہ ہدایت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا مزید تصدیق کے طور پر میں نے اپنے ہاتھ سے درج بالا تفصیلی مضمون لکھ کر نئے ایڈیشن کے ساتھ شائع کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحیمی کریمی کا صدقہ اور حضور پُر نور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ کا صدقہ اور آپ کا وسیلہ جلیلہ ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور ملک گیر سطح پر اسے پھیلانے اور تمام بڑے شہروں کی مساجد، خطباء، کالجز اور اسی طرح تمام مرکزی اداروں میں مفت تقسیم کرنے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے جس کی ابتدا میں ذاتی طور پر ان دو ایڈیشنوں کے شائع کرانے اور مفت تقسیم کرنے سے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

حدیثِ دل

قارئین محترم! ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آيَةً (الحدیث)

ترجمہ:۔ فرمایا ''اگر چہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ''۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور پرنور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے حضرت مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت، مظہر العجائب والغرائب، شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فتح خیبر کیلئے بھیجتے ہوئے مقابلے سے پہلے انہیں تبلیغ و دعوتِ اسلام دینے کا ان الفاظ میں حکم فرمایا:

''اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ''

ترجمہ:۔ فرمایا ''انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر لازم ہیں وہ انہیں بتانا۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے سبب سے حق تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہارے لئے سرخ اونٹ ہوں'' (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب مناقب علی جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ مترجم)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں ''ایک روایت میں ہے کہ اگر تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے اس

سے بہتر ہے کہ تم ہزار سرخ اونٹ خدا کی راہ میں صدقہ کرو" فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ ہدایت کرنا موجبِ ثوابِ آخرت ہے اور اس دنیاوی متاع سے افضل و بہتر ہے جو راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔ راہِ حق بتانا افضل ترین اعمال سے ہے" (مدارج النبوت جلد۲ ص ۲۹۹ مترجم)

الحمدللہ! اس حدیث پاک پر سرتاپا عمل پیرا دورِ حاضر میں میرے شیخ کامل، زبدۃ العارفین، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، مخدوم ملت اسلامیہ، قندیل نورانی حضور پیر کیلانی حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ہیں اللہ و رسول کی کامل رضا کے حصول اور دین اسلام کی تبلیغ میں جس انہماک و انجذاب کے عالم میں ہر وقت آپ نظر آتے ہیں وہ کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔ عالمِ اسلام میں ایسی قابلِ تقلید ہستیاں اپنی مثال آپ ہیں اور خال خال ہیں۔ ردشیعیت و نجدیت میں آپ کے حکم پر محض آپ کی نگاہِ فیض اور روحانی تصرف سے تقریباً پچاس کتب کا تصنیف ہونا اور شایانِ شان اہتمام سے حضرت کا انکی اشاعت اور پھر بکثرت اشاعت کروانا عظیم سرمایۂ آخرت اور اہلسنت کیلئے ہزار وجہِ افتخار ہے۔

الحمدللہ! ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ ہم نہ رافضی ہیں نہ خارجی! حضور امام الانبیاء والمرسلین، رحمۃ اللعالمین سچے نبی پاک، رحیم و کریم ﷺ کی سچی پیش گوئی کے مطابق حضور مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (اور ان کے پاک گھرانے) کے بارے میں "مُحِبٌّ مُفْرِطٌ" یعنی آپ کی محبت میں افراط و غلو کرنے والے اور "مُبْغِضٌ" یعنی آپ کا نام سن کر جل جانے والے اور آپکی شان و عظمت سے

بغض رکھنے والے دو گروہ ہوں گے'' جن میں پہلا گروہ رافضی وشیعہ ہے اور دوسرا گروہ خارجی (نجدی، وہابی، تبلیغی، دیوبندی، غیر مقلد وغیر ذالک) ہے'' اور دونوں ہلاکت میں ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن)

ہماری اس تحریر کے مخاطب پنجتن پاک کے ''محبِ مفرط'' اور ''مبغض'' دونوں ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس تحریر کے ذریعے انہیں ہدایت عطا فرمائیں اور ہم اہلسنّت و جماعت کو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی والہانہ محبت اور انکی راہِ ہدایت پر عمل کی جو روش نصیب ہے اس میں مزید اضافہ فرمائے آمین ثم آمین! تعصب وہٹ دھرمی چھوڑ کر اس تحریر کا مطالعہ کرنے والا عین ممکن ہے ورق پلٹے تو ساتھ ہی اس کی قسمت بھی پلٹنا شروع ہو جائے۔ جس طرح دنیاوی طور پر ہر کسی کی سب سے بڑی خواہش سرمایہ اکٹھا کرنا ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کی تمام تر منصوبہ بندی، سازگار ماحول کی تلاش اور شب و روز تجارت میں وقت صرف کرنے اور اس میں شدائد برداشت کرنے کا مقصدِ وحید صرف سرمایہ کا حصول ہی ہے۔ الحمد للہ! بالکل اسی طرح حضور مجدد پاک فرماتے ہیں ''محبت اہل بیت سرمایۂ اہل سنت است'' یعنی اہل سنت و جماعت کا سرمایہ تو محبتِ اہل بیت ہے۔ غلو کے کھوٹے سکے اس پاک و منزہ گھرانے کی محبت کے سرمائے میں کبھی نہیں چل سکتے کیونکہ اس پاک گھرانے کی طہارت آیۂ تطہیر سے واضح ہے اور عملی طور پر اہل بیت پاک کے خون کے ذرے ذرے کی پاکیزگی کو قائم رکھنے کیلئے اور نسلِ سادات میں جاری خون کی حرمت و تقدس کو قائم رکھنے کیلئے صدقہ وزکوٰۃ کے مال میں سے ایک لقمہ اور ایک گھونٹ تو کجا! ایک ذرہ اور ایک بوند بھی ان پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کر دیئے گئے ہیں۔ جس پاک گھرانے کے رزق میں یہ شدتِ احتیاط

،کمال تنزہ اور انتہائے درج کا اہتمام کیا جائے۔ خدا کی قسم! اس کی کما حقہ محبت کا حق ادا کرنے کیلیئے اللہ و رسول کی بارگاہ میں انتخاب بھی صرف اور صرف ناجی اور جنتی گروہ اہلسنّت و جماعت کا ہی ہوسکتا ہے جو صورت و سیرت میں، ارکان اسلام پر پابندی و اعمال صالحہ کی بجا آوری میں، وراثت نبوت یعنی علوم ربانی و فیض ولایت کا حامل ہونے میں، جسمانی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ طہارت عقائد و اعمال میں اور کمالات علمیہ کے ساتھ ساتھ کامل اتباع سنت کی بدولت ولایت کے کمالات و خوارق و کرامات کے ظہور میں بھی ہر لحاظ سے ''محبّ پنجتن پاک'' کہلانے کا حقدار ہے۔ کبھی چشم عیرت نظارہ کرسکتی؟ تو درج بالا دونوں گروہ انصاف پر مبنی ضرور گواہی دیتے کہ حضور غوث پاک، حضور داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ سعدی، حضرت ملا جامی، حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی، حضور شیر ربانی شرقپوری، حضور پیر کیلانی اور حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگران گنت اولیاء کرام جیسی نادر روزگار ہستیاں صرف اور صرف مسلک حق اہلسنّت و جماعت میں ہی ہیں اور قیامت تک ایسی ہستیاں ہوتی رہیں گی۔ کیا ان ہستیوں کے ''وارثان علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ! ہمارے دامن میں اور کچھ ہو نہ ہو، آقا! آپ کے فرمان کے مطابق ہر اہلسنّت کے دل میں آپ کی محبت و عظمت اور یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نظر کرم کی بدولت ہمارے ہر چھوٹے بڑے کے ہاتھ میں ''ثقل اکبر'' یعنی قرآن مجید فرقان حمید اور ''ثقل اصغر'' یعنی جناب کی عترت آل پاک اور اہل بیت سے محبت، تمسک و تعامل ضرور موجود ہے۔ اپنی آل پاک کا صدقہ روز قیامت ہماری شفاعت

فرمادیں یارسول اللہ ﷺ! اس تحریر اور دیگر دینی خدمات کا صرف یہی مقصد ہے جو محض اور محض آپ کے کرم سے ہی اس دنیا میں نصیب ہیں

یہی آرزو جو ہو سرخرو، ملے دو جہان کی آبرو

میں کہوں غلام ہوں آپ کا، وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

یا اللہ کریم غفور و رحیم ہمیں محبتِ پنجتن پاک عطا فرما! آمین ثم آمین! آخر پر عرض ہے کہ اے اللہ کریم! ہزاروں خدام کے ساتھ اس ناچیز کی یہ دعا قبول فرما

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے

مرشدی باقر علی، شیر خدا کا ساتھ ہو

قارئین محترم! آپ سے التماس ہے کہ جس جذبے کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا جا رہا ہے اسی ذوق و جذبہ سے محبت اور عقیدت میں ڈوب کر اسے پڑھیں اور ذہن و دماغ کی تمام صلاحیتیں صرف کر کے اسے حرف حرف ذہن نشین کر لیں اور پہلی ہی فرصت میں اسے ساری کی ساری پڑھ ڈالیں اور اس کی بھرپور تبلیغ فرمائیں انشاء اللہ العزیز آپ روح کی اتھاہ گہرائیوں تک پنجتن پاک کا کرم محسوس فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ نبی کریم ﷺ ہم سب کو روز قیامت اہل بیت پاک کے قدموں میں جگہ نصیب فرمائے (آمین ثم آمین)

راقم الحروف ناچیز

محمد رفیق کیلانی

خادم حضور غوث الاغیاث حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد

اس مجلد میں حصہ اول اور حصہ دوئم کے عنوان سے دو مستقل تحریریں ہیں۔ حصہ اول "شان پنجتن پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم" کے موضوع پر ہے جس میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی پاک ﷺ کے حکم کے مطابق ہلاک ہونے والے دونوں گروہوں "محبِّ مفرط" اور "مبغض علی" کا رد کرتے ہوئے یہ حقیقت بے غبار کی گئی ہے کہ اہلسنّت وجماعت کا ہر فرد سر سے لے کر پاؤں تک ان حضراتِ قدس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس پاک گھرانے کی محبت سے نا آشنا افراد کو شناسا کرنے کیلئے تو مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں (1) حبِ علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے (2) گھرانۂ علی کی شان میں پندرہ مختلف عنوانات پر بخاری شریف و مسلم شریف و ترمذی شریف کی احادیث مبارکہ (اور اسی نسبت سے) (3) پندرہ خصائص سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) ایک معرکہ آراء مضمون "شان اہل بیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات" (5) خارجیوں کے عظمت و شانِ اہل بیت پاک میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات کا جواب (6) اہلسنّت سلف و خلف کے نزدیک حضرت مولا علی شہنشاہِ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکزِ ولایت اور آپکی نسلِ پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے (7) حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحابی ہونے، حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ غزوہِ خیبر ہونے اور قاتلِ مرحب ہونے پر خارجیوں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات (8) خارجیوں کا سب سے بڑا ہتھیار "حدیث قسطنطنیہ" ہے اس کا دلائل کی روشنی میں مبنی

برحق تجزیہ (9) استاذی المکرم حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم کیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدفون درقدمین حضور پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا محبت کے اشکوں سے وضو کر کے پڑھا جانے والا ایمان افروز ''سلام بحضور سید الشہداء حضرت امام حسین وشہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم''

حصہ دوئم: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ'' بمع ۳۳ کتب شیعہ کے مستند ترین حوالہ جات سے چار بنات رسول کا ثبوت'' اس تحریر کے پہلے پانچ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کے آخر میں ایک مضمون بعنوان ''اختلافات صحابہ قرآن وحدیث کی روشنی، از جناب قاری خالد محمود صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ، اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ملک کے طول وعرض سے اور بیرون ملک سے بھی اس پتہ پر رابطہ کرنے پر دستیاب ہوگی ''ناظم دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف بمقام وڈاکخانہ خاص تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ''

از محمد رفیق کیلانی (گولڈ میڈلسٹ)

خادم حضور غوث الاغیاث

حضرت کیلیانوالہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْکَرِیْمَ اَمَّا بَعْدُ : قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی"

میں اپنے اس مضمون کی ابتدا حضور پر نور شافع یوم النشور، سید عالم، باعثِ تخلیق آدم و بنی آدم، حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس فرمانِ مقدس سے کرتا ہوں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِّعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَہْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو اللہ سے محبت رکھنے کے باعث اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث (ترمذی، مشکوۃ شریف مترجم کتاب الفتن جلد۳ صفحہ ۲۶۳)

"پنجتن پاک" ہی آج موضوعِ سخن کیوں؟

باجماع اہل سنت و جماعت تمام امہات المومنین اہل بیتِ رسول ہیں لیکن جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے میرا مقصد اس مضمون میں حضرات قدس "پنجتن پاک" کی شان بیان کر کے یہ حقیقت بے غبار کرنا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا ہر فرد سر سے لیکر پاؤں تک حضرات قدس "پنجتن پاک" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایسا کیوں نہ

ہو؟ ترمذی شریف میں خاص پنجتن پاک کی شان میں یہ حدیث مبارکہ موجود ہے:۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخَذَ بِیَدِ حَسَنٍ وَّحُسَیْنٍ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ترمذی عربی جلد۲صفحہ۲۱۵،ترمذی شریف مترجم جلد۲صفحہ۷۱۷)

ترجمہ:۔حضرت امام زین العابدین حضرت امام حسین سے اور وہ حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پرُنور ﷺ نے امام حسن وامام حسین کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں (حسن وحسین) سے محبت کی اور ان کے ابا جان اور انکی امی جان سے محبت کی وہ روز قیامت جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

یہ حدیث پاک خاص پنجتن پاک سے محبت کے حکم میں نہ صرف انتہائی جامع ہے بلکہ میرے نزدیک یہ ''حدیث اصح الاسانید'' یعنی صحیح ترین سند والی حدیث کے درجے میں ہے کیونکہ مقدمہ مشکوٰۃ میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تصریح فرمادی ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جس سند حدیث میں حضرت امام زین العابدین ،حضرت امام حسین اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آتے ہوں وہ حدیث اصح الاسانید کا درجہ رکھتی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ اہل سنت کا امتیازی نشان یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام واہل بیت عظام دونوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں امام شافعی، امام اہل سنت ہیں کون نہیں جانتا؟ کہ ان کو اہل بیت کی محبت پر رافضی ہونے کا الزام دیا گیا! امام نے

اس کے جواب میں فرمایا۔

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

ترجمہ: اگر آل محمد ﷺ کی محبت رفض ہے تو جن وانسان گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔

احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو خانہ کعبہ کا دروازہ تھام کر مخلوق خدا کو بانگِ دہل ارشاد فرمایا اہل بیت کشتی نجات ہیں

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِیْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ (رواه احمد)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ (لوگو) میں نے نبی کریم ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "خبردار ہو جاؤ کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا"

الحمد للہ! اہلسنّت و جماعت ہی وہ ناجی گروہ ہے جو صحتِ عقائد اور صحت اعمال اور اتباعِ طریقت و ولایت میں کما حقہ کشتیِ اہل بیت پاک میں سوار ہیں انشاء اللہ یہ مضمون پڑھ کر ہر عقل مند اور انصاف پسند اس بات کی گواہی دے گا۔

پنجتن پاک کے فردِ اول حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر سے ابتدا:

میرا دل کرتا ہے کہ پہلے ان کا ذکر کروں جن کے ذکر کے بغیر تمام ذکر نامکمل رہتے ہیں۔ قارئین محترم! حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر قدرت، نورِ حقیقت، فخرِ رسالت، آیۂ رحمت، شافعِ محشر، قاسمِ کوثر، طاہر واطہر، بزرگ وبرتر، فیض کا معدن، زکی کا مخزن، مہرِ مجسم، رہبرِ اعظم، سرِ احدیت کے محرم، غازۂ بساطِ دو عالم، رونقِ عقبٰے، سریر آرائے وادیٔ بطحا، صاحبِ اسریٰ، فرش نشین لیکن عرش مکین، اور بزم کن فکاں میں سب سے حسین ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی اصلِ کائنات ہے۔ فخرِ موجودات ہے، بزمِ رسولاں کے صدر نشین، منزلِ ایقان کی دولت کے امین اور ذات حق سے سب سے زیادہ قرین ہیں۔ وہ ذات مقدس نازشِ قرآن ہے۔ کبھی آیۂ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ہے کبھی سورہ یٰسین ہے۔ کبھی سورہ کوثر ہے۔ کبھی آیۂ برھان ہیں۔ کبھی وَالنَّجْمِ اور کبھی وَالطَّارِقِ ہیں۔ کبھی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ہیں اور کبھی وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ہیں اور کبھی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہیں۔ آپ کی زلف مبارک وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ہے۔ آپ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ والی چادر کے مخاطب ہیں۔ سرکار کبھی آیۂ رحمۃ اللعالمین ہیں اور کبھی اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ ہیں۔ آپ کے ہاتھ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ آپ کی برکت مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ آپ مومنوں کیلئے حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمُ۔ اور وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ہیں۔ آپ کی زبان

مبارک وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى اور محبوب عربی کی اپنے اللہ کریم سے رازداری فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰى ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ام المومنین سیدہ، طیبہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ، ساجدہ، صائمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن نعت مصطفےٰ ﷺ ہے اور اسی طرح حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

درد و عالم روز و شب گفتگوئش　　　ہمہ قرآن در شان محمد (ﷺ)

محبوبِ خدا ﷺ کیلئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحب خلقِ عظیم، رحمۃ اللعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین ﷺ کا وجودِ پرنور سرزمین مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پرنور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے۔

فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا

فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا۔ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ (جامع ترمذی شریف جلد۲ صفحہ ۶۶۶ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پرنور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا میں کون ہوں ؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس ﷺ کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ جب یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ تو پھر دیکھیں! نسل مصطفیٰ ﷺ قیامت تک باقی رکھنے کیلئے جس گھرانے اور جن افراد کا انتخاب کیا گیا (جو کہ ہماری اس تحریر کا موضوع ہیں) انکے تو رزق تک میں اس شدتِ احتیاط، کمال تنزہ اور انتہائے ورع کا اہتمام ہے کہ صدقہ وزکوۃ کے مال میں سے ایک لقمہ اور ایک گھونٹ تو کجا! ایک ذرہ اور بوند بھی قیامت تک کی نسلِ سادات پر حرام کر دیئے گئے۔ سبحان اللہ! پنجتن پاک کے فرد اول جناب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، سید المرسلین ورحمۃ للعالمین کی ذاتِ بابرکات کا ہی یہ مرتبہ ومقام ہے کہ اللہ اللہ! وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں دل پر اختیار نہیں ہوتا، گمان پر گرفت نہیں ہوتی

نگران کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان اور نا گواری ہو تو ایمان نہیں رہتا قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورہ نساء)

ترجمہ:۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی نا گواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے (القرآن، سورہ نساء)۔

ہمارے نزدیک حب علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے۔ میں پہلے اس عنوان پر عرض کر کے گھرانۂ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں محبوب خدا ﷺ کے وہ فیصلے بخاری و مسلم و ترمذی سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا کہ جن کے فیصلے کے خلاف گمان کرنے والا بھی سورہ نساء کی درجہ بالا آیت سے مومن نہیں رہتا۔ انشاء اللہ العزیز حضور سید عالم ﷺ کے یہ فیصلے اہل خوارج کو بھی دولت ایمان عطا کریں گے بشرطیکہ وہ نظر انصاف سے پڑھیں۔

(1) ہمارے نزدیک ''حب علی'' ایمان اور ''بغض علی'' نفاق ہے

صحیح مسلم شریف سے مدینۃ العلم اور دار الحکمۃ یعنی حضور پُر نور رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہو اور ''باب العلم'' یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہوں تو پھر شک کیسا؟ ملاحظہ ہو حدیث پاک

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ

(رواہ مسلم)

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی امی ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کرے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں عداوت رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

جامع ترمذی شریف میں حضور پرنور، نبی کریم، رؤف ورحیم، سید العالمین، رحمتہ للعالمین ﷺ کا یہی فرمان مبارک ہمیں ہمارے امی جان ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سنا رہی ہیں کون امہات المومنین؟ وہی کہ جنہیں اللہ نے قرآن مجید میں وازواجہ امہاتھم (القرآن) کا حکم دے کر ہم مومنوں کی مائیں فرمایا ہم اہل خوارج کے رد میں یہ مضمون لکھتے ہوئے اہل شیعہ سے بھی گذارش کریں گے کہ جب بھی قرآن پاک پڑھو گے اس وقت "وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" کے الفاظ قیامت تک تلاوت کرتے ہوئے تمہیں بھی ضرور بالضرور حضور سید عالم ﷺ کی بیویوں کو "ام المومنین" یعنی مومنوں کی مائیں تسلیم کرنا پڑے گا مزید یہ کہ قرآن کریم پارہ 18 سورۃ نور آیت نمبر ۲۶ کے الفاظ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ کے تحت مشہور شیعہ تفسیر منہج الصادقین جلد ششم صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر حضرت سیدنا امام محمد باقر اور حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے یہ الفاظ گرامی بھی دعوت ایمان دے رہے ہیں۔ دو ائمہ اہل بیت پاک کا یہ فرمان ائمہ کو معصوم ماننے اور انکے قول پر عمل کو فرض ماننے والوں پر ضرور حجت ہے ان دونوں ہستیوں نے فرمایا

"چوں سید دو عالم ﷺ پاکیزہ ترین موجودات است پس ازواج او البتہ پاک

وپاکیزہ اند (منہج الصادقین جلد ششم صفحہ ۴۶۹ مطبوعہ تہران طبع جدید) ترجمہ: جب حضور سید عالم ﷺ تمام موجودات میں سے پاکیزہ ترین ہیں تو لازماً آپ ﷺ کی تمام بیویاں پاک اور پاکیزہ ہی ہیں"

اب ترمذی شریف کی ام المومنین حضرت سیدہ طیبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث شان سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں ملاحظہ ہو۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَّلَا یَبْغَضُهٗ مُؤْمِنٌ (رواہ احمد والترمذی وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور مومن ان سے بغض اور عداوت نہیں رکھے گا روایت کیا اسے احمد اور ترمذی نے امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

جن لوگوں کی مجالس میں ذکر مولا علی سے گھٹن پیدا ہوتی ہے ان کے منافق ہونے میں ہم اہلسنّت و جماعت کو کوئی شک نہیں کیونکہ یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا فرمان مبارک ہے اور خود شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب، باب العلم حضرت مولائے کائنات، شیر خدا حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس فرمان کے راوی ہیں اور صحیح مسلم اور ترمذی شریف جیسی کتب حدیث میں یہ فرمان درج ہے مزید یہ کہ احادیث مبارکہ میں کثرت سے صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں منافقین کی پہچان کیلئے صرف یہی کسوٹی استعمال کرتے تھے کہ ہم مشکوک مجلس میں ذکر مولا علی شروع کر دیتے جس جس کے چہرے پر ذکر مولا علی سے گھٹن کے آثار نظر آتے ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ منافق ہے اور

ایسے کیوں نہ ہوتا آخر ایمان اور نفاق کی یہ نشانی اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے خود ارشاد فرمائی ہے۔ دور حاضر کے منافقین اور "مبغضین گھرانۂ علی" کو شاید بخاری و مسلم و ترمذی جیسی کتب احادیث میں وہ احادیث مبارکہ نظر نہیں آتیں جن میں شان اہل بیت پاک اپنی بلندیوں کو چھو رہی ہے! لیجئے مزید ذکر سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع کرنے سے پہلے یہ احادیث مبارکہ پڑھ لیں۔

(2) اللہ کے محبوب ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے گھرانۂ علی کی شان سنیں:

رضائے فاطمہ، رضائے مصطفٰی ﷺ ہے

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَ فِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا

(متفق علیه)

ترجمہ:۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا دوسری روایت میں ہے کہ وہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے جو اسے پریشان کرے اور مجھے تکلیف دیتی ہے جو اسے تکلیف دے (متفق علیہ)

نبی پاک ﷺ کی وصیت: "ثقل اکبر" کتاب اللہ اور "ثقل اصغر" اہل بیت پاک کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا:

☆ (1) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَآءٍ يُّدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلٰلَةِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہم میں خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی وعظ ونصیحت فرمائی، پھر ارشاد ہوا اما بعد اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کر لوں میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھامو اور اللہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور ادھر راغب کیا پھر فرمایا کہ دوسرے میرے اہل بیت ہیں اور میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

☆ (2) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَّا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ

تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اِحْدٰهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخِرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَيْتِیْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِيْهِمَا .(رواه الترمذی)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے بہت عظمت والی ہے یعنی اللہ کی کتاب اور میری اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے ملیں گے پس دیکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔(ترمذی)

حضرت سیدنا امام حسن کی محبت میں رسول اللہ ﷺ پر وارفتگی کا عالم

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ (متفق علیه)

ترجمہ:۔حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دوش اقدس پر تھے اور آپ کہہ رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت فرما(متفق علیہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ (متفق علیه)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے ایک حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا آپ حضرت فاطمہ کی رہائش گاہ پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کیا منا یہاں ہے؟ یعنی حسن تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آگئے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ گئے رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی جو اس سے محبت رکھے (متفق علیہ)

فرمانِ رسول اللہ ﷺ کہ امام حسن دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائیں گے

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّۃً وَّعَلَیْهِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف اور فرما رہے تھے میرا یہ بیٹا حقیقی سردار ہے اور شاید اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کروا دے گا۔ (بخاری)

کوفیوں کو دیکھ کر صحابہ پاک کو شہداء کربلا کی تڑپ آنِ واحد میں غضبناک کردیتی

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَ سَالَہٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَۃُ اَحْسِبُہٗ یَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن ابونعم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا جب کہ ایک آدمی نے ان سے احرام والے کے متعلق پوچھا شعبہ نے کہا کہ میرے خیال میں مکھی مارنے کے متعلق پوچھا تو بے اختیار فرمایا کہ یہ عراق والے مجھ سے مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کردیا تھا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شہزادے حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں (بخاری)

حضرات امامین حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شبیہ رسول ﷺ ہیں

(1) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَہَ بِالنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ فِی الْحُسَیْنِ اَیْضًا کَانَ اَشْبَھَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت امام حسن بن علی سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں تھا اور حضرت امام حسین کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے

(بخاری شریف)

(2)وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَابَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ النَّبِيَّ ﷺ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حسن سینے سے سر تک رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں اور حسین اس سے نیچے نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں (ترمذی)

"لج سب دی پالدا اے گھرانہ حسین دا"

(1) وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَاخُذُهُ وَالْحَسَنُ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا (رواه البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں پکڑتا اور حضرت حسن کو اور کہتے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔

(2) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَاهُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَاهٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات حاجت سے میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے کوئی چیز لپیٹی ہوئی تھی اور مجھے نہیں معلوم کیا تھی جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو عرض گزار ہوا! آپ نے یہ کیا چیز اپنے اوپر لپیٹی ہوئی ہے آپ نے اسے کھولا تو آپ کی دونوں رانوں پر حسن اور حسین تھے۔ فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے بھی جو ان دونوں سے محبت رکھے۔ (ترمذی)

پنجتن پاک کا دشمن مصطفیٰ کریم ﷺ سے لڑائی کیلئے تیار ہو جائے

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ان سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین سے فرمایا کہ میں ان سے لڑنے والا ہوں جو ان سے لڑیں اور ان سے صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کریں (ترمذی)

محبوبِ رسول ﷺ کون؟

وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی جان کے ساتھ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پوچھا کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے پیارا کون تھا؟ فرمایا کہ فاطمہ کہا گیا کہ مردوں میں سے ؟ فرمایا کہ ان کا خاوند (ترمذی)

حوران وی گاوندیاں نے ترانہ ''حسنین'' دا یعنی حسنین سرداران جنت ہیں

(1) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنة (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

(2) وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ ﷺ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لِیْ وَلَکِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَصَلَّیْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰی حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَه قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُکَ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ وَلِاُمِّکَ اِنَّ هٰذَا مَلَکٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی امی جان کی خدمت میں عرض گزار ہوا مجھے اجازت دیجئے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز مغرب پڑھوں اور حضور سے سوال کروں کہ میرے اور آپ کیلئے دعائے

مغفرت فرمائیں پس میں نے آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی، حتی کہ نماز عشاء بھی پڑھی جب آپ لوٹے تو میں پیچھے رویا آپ نے میرے آواز سنی تو فرمایا کیا تم حذیفہ ہو؟ عرض گزار ہوا ہاں! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری والدہ کو بخشے، کیا حاجت ہے! یہ فرشتہ اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام عرض کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے نیز حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں اسے ترمذی نے روایت کیا۔

محبوبِ خدا کے دو جنتی پھول کون؟

''ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں''

(1) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے دو پھول ہیں اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(2) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا کہ حسن اور حسین آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے کہ میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ پس

دونوں کو سونگھا کرتے اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے اسے ترمذی نے روایت کیا۔

خاص دس محرم کو ذکرِ شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے

(1) وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت سلمٰی سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں عرض گزار ہوئی کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ سر اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہو گیا تو فرمایا کہ میں ابھی حسین کی شہادت گاہ میں گیا تھا اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(2) قَالَتْ: "کَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِکَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِیْ حِجْرِکِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِیْ حِجْرِیْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّی الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ بِاَبِیْ

اَنْتَ وَ اُمِّیْ ! مَالکَ؟ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْل فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ وَ اَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ ۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، مترجم جلد۳ صفحہ۲۶۳)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کی چچی جان حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یارسول اللہ! میں نے خوفناک خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے تو بڑا اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی جو تمہاری گود میں ہوگا پس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسین کو جنا اور وہ میری گود میں تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو میں نے ننھے صاحبزادے جناب حسین کو اٹھا کر آپ کی گود میں رکھ دیا۔ میری توجہ ادھر ادھر ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا بات ہے؟ فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے بتایا ہے کہ عنقریب میری (نام نہاد) امت، میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی۔ میں نے عرض کیا انہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا ہاں اسی شہزادے کو اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے ہیں جو سرخ ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

(3) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ مَا هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَ اَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمِ

فَاُحْصِیْ ذَالِکَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذَالِکَ الْوَقْتَ رَوَاھُمَا الْبَیْھِقِیُّ فِی دلائلِ النبوۃ واحمدُ ۔(مشکوۃ شریف کتاب الفتن، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ جلد سوم مترجم)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا عرض گزار ہوا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں‘‘ میں نے وہ وقت یادرکھا تو معلوم ہوا کہ اسی وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تھے ان دونوں کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور دوسری کو احمد نے بھی۔

زبانِ رسول ﷺ، ذکرِ حسین میں

وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْناً حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ.(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت لیلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے (ترمذی)

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری پہ قربان

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلٰی

عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے لڑکے! کیا خوب سواری پر سوار ہوئے ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سوار بھی بہت خوب ہے۔ (ترمذی)

پنجتن پاک ایک چادر میں ہیں اور آیۂ تطہیر کی تلاوت ہوتی ہے

(1) عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو (۶۱:۳) تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور کہا:۔ اے اللہ! یہ بھی میرے اہل بیت ہیں (مسلم)

(2) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ [عَلِیٌّ] فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رواہ مسلم)

ـہ الحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے آپ کے اوپر سیاہ بالوں سے مخلوط چادر تھی پس حسن بن علی آئے تو انہیں اس میں داخل کرلیا پھر حسین آئے تو انہیں بھی ان کے ساتھ داخل کرلیا پھر فاطمہ آئیں تو انہیں بھی داخل کرلیا پھر علی آئے تو انہیں بھی داخل کر لیا پھر آیہ تطہیر تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ" بے شک اللہ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! تم سے گندگی دور رکھے اور تمہیں خوب پاک صاف کردے کہ جس طرح پاک کرنے کا حق ہے" (مسلم)

(3) خصائص سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلسنّت و جماعت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق افضل البشر بعد از انبیاء کا عقیدہ حقہ رکھنے کے باوجود صحابہ کرام میں انفرادی خصائص کے قائل ہیں اور بالخصوص فضائل و خصائص حضرت مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب شیر خدا سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دفتروں کے دفتر احادیث مروی ہیں صحاح ستہ کے مصنفین میں سے حضرت امام نسائی نے "خصائص نسائی" محض فضائل و کمالاتِ حضور مولا علی میں تصنیف کی ہے ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل اپنی "مسند" میں کثرت سے فضائل مولا علی میں احادیث لائے ہیں درج ذیل احادیث پڑھیں جن میں ایک سے ایک بڑھ کر ایمان افروز اور خصائص علی میں اپنی مثال آپ ہے۔

(1) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخَی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ عَلِیٌّ

تَدمَعُ عَیناہُ فَقَالَ اٰخَیتَ بَینَ اَصحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَینِی وَبَینَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اَنتَ اَخِی فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ (رواہ الترمذی و قال هذا حدیث حسن غریب)

ترجمہ: حضرت علی حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قائم فرمادی لیکن میری کسی کے ساتھ مواخات قائم نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

قارئین محترم! اللہ کے محبوب کریم رؤف ورحیم، ہمارے سچے نبی پاک ﷺ نے جب حضور مولائے کائنات شہنشاہ ولایت کے چھلکتے آنسو دیکھ کر حضور مولا علی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر فرمایا ہوگا کہ اے علی! تجھے اس لئے کسی کا بھائی بند نہیں بنایا کہ انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ کہ تم تو دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو اس وقت کیا منظر ہوگا؟ اور یہ معمولی شرف نہیں حضرت جعفر و عقیل وغیرہ بھی حضور ﷺ کے ہی چچازاد بھائی ہیں لیکن اَنتَ اَخِی فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ صرف حضرت علی کا مقام ہے اور کسی بھی معاملے میں آپ سے مشورہ کی یہ خصوصی حیثیت و مقام اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ کہ حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

(2) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَلِیًّا یَومَ الطَّائِفِ فَانتَجَاہُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجوَاہُ مَعَ ابنِ عَمِّہٖ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَا انتَجَیتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ انتَجَاہُ (رواہ الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے روز حضرت علی کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی لوگوں نے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے سے آپ نے بہت لمبی سرگوشی فرمائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی فرمائی (ترمذی)

سبحان اللہ: مَاانْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ یعنی صرف میں نے علی سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خود اللہ نے کی ہے کتنا بڑا مقام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے میں علی سے سرگوشی کر رہا ہوں۔ اللہ جس ہستی سے سرگوشی فرمائے، اللہ کے نبی جنہیں کل مومنین کے مولا اور مددگار فرمائیں کیوں نہ انکی محبت سرمایہ ایمان قرار پائے یہ فطری تقاضا ہے کہ بھائی سے حوصلہ، قوت اور وقار ملتا ہے اور پہلی ترجیح کے طور پر اس سے مشورہ میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ وہ وزیر کا درجہ رکھتا ہے۔

(3) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں مذکور ہے وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ کہ اے اللہ میرے گھر سے مجھے ایک وزیر عطا فرما اور وہ میرا بھائی ہارون ہو کہ جس سے میری پشت تنگی نہ رہے بلکہ مضبوط ہو جائے ایک متفق علیہ حدیث بخاری و مسلم میں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی کو فرمایا اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى یعنی ”اے علی تمہاری مجھ سے وہی نسبت و درجہ ہے جو ہارون اور موسیٰ کے مابین ہے لیکن یاد رکھو میں اللہ کا آخری نبی ہوں“ اس حدیث سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر دلیل پکڑنا بعید از عقل اور سراسر جہالت ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وصال فرما گئے تھے۔

(4) بلکہ احادیث مبارکہ میں یہاں تک آیا ہے کہ حضرت علی کہیں لشکر میں جاتے تو حضور پرُنور ہاتھ بلند کر کے دعائیں مانگتے رہتے، یہاں تک عرض کرتے کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کے چہرے کو دیکھ نہ لوں ترمذی کی حدیث ہے۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَیْشًا فِیْهِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْهِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جن میں حضرت علی بھی تھے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر کہہ رہے تھے اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی)

میرے آقا مولا علی اور قیامت تک کے تمام مومنین کے مولا! کیا آپکی شان وعظمت ہے کہ صرف آپ ہی وہ ذات ہیں کہ سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے جسے اپنا سرتاج کہا اور اللہ کے محبوب پاک ﷺ کو جناب سے اتنا پیار ہے کہ فراق کی کیفیت اور لمحے آپ پر اس حد تک گراں ہو رہے ہیں کہ حضور کے پاک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین گواہی دے رہے ہیں کہ ھو رافع یدیہ کہ سرکار دو عالم ﷺ ہاتھ بلند کر کے دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت عطا نہ فرمانا جب تک اپنے پیارے علی کا چہرہ مبارک نہ دیکھ لوں۔

(5) یہ بھی خصائص مولا علی میں سے ہے کہ آپ نے پیدا ہونے کے بعد اس وقت

تک آنکھیں بند رکھیں جب تک کہ چہرۂ والضحی ﷺ سامنے نہیں آیا حسن کائنات جس ذات اقدس ﷺ کی ایک کرن اور جھلک ہے اور جب اس سراپا سراج منیر ذات کا حسن سمٹے تو چہرہ مصطفی بنے اور چہرہ مصطفی پر پہلی نظر ڈالنے والا مولا علی کا چہرہ ہو تو پھر کیوں قابل تکریم نہ ہو؟ ہم اہل سنت کے نزدیک یہ فرمان مصطفی ﷺ ثابت ہے "اَلنَّظْرُ عَلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" فرمایا علی کے چہرہ کو دیکھنا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

(6) اس سراپا راز و نیاز کی تکلیف میرے آقا حضور سید عالم ﷺ کو کبھی برداشت نہیں ہوئی سرکار آپکی طبیعت خراب دیکھ کر بے قرار ہو جاتے ملاحظہ ہو ترمذی شریف کی یہ حدیث مبارکہ

وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَآءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوْ شْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیْ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھے راحت پہنچا اور دیر ہے تو صحت بخش اور اگر آزمائش ہے تو صبر عطا فرما رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کہا دہرا دیا حضور اقدس ﷺ نے پائے اقدس سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا اے اللہ! اسے عافیت اور صحت بخش حضرت علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ تکلیف مجھے پھر زندگی بھر نہیں ہوئی اسے ترمذی نے

روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

☆(7) حق اور علی لازم وملزوم ہیں

حضور پرنور نبی کریم رؤف ورحیم حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی کیلئے خصوصی دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ۔ ترجمہ: اے اللہ! علی کے ساتھ حق کو ادھر پھیر دے جدھر کو علی پھریں (ترمذی شریف) اس حدیث میں کچھ شک نہیں کیونکہ فرمان نبی پاک ﷺ کا ہے اور راوی خود حضور مولا علی ہیں، ہمارے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں اور عدالت اس ملکہ کا نام ہے جو انسان کو تقویٰ کے التزام پر آمادہ کرتا ہے کاش! حضرت مولائے کائنات شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی شان میں حضور سید عالم ﷺ کی یہ دعا ذکر کرنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ذکر کرنے کا جو التزام کیا اور پوری حدیث بیان کی ہمیں بھی چاہیے کہ پوری حدیث بیان کریں زبان نبوت سے خلفاءِ راشدین کی شان میں اس حدیث کے الفاظ انتہائی وجد آفرین ہیں ہر خلیفہ راشد کی شان اپنی مثال آپ نظر آتی ہے پوری حدیث مبارکہ یہ ہے:۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ ابْنَتَهٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَ اَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ مُرًّا تَرَکَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِیًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن جلد۳ صفحہ ۲۶۳ مترجم)

ترجمہ:۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے ہجرت کے گھر کی طرف سوار کر کے لے گئے، غار میں میرا ساتھ دیا اور بلال کو اپنے مال کے ذریعے آزاد کیا اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے جو حق بات کہتے ہیں خواہ کسی کو کڑوی معلوم ہو اور حق نے انہیں ایسا کر چھوڑا کہ ان کا کوئی (دنیاوی) دوست نہ رہا اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے اے اللہ! علی کے ساتھ حق کو ادھر پھیر دے جدھر کو علی پھریں"

اہل سنت متقدمین و متاخرین کے نزدیک جنگ جمل و صفین میں حضرت مولا علی حق پر تھے حضور مجدد پاک فرماتے ہیں "بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے (مکتوب شریف جلد اول صفحہ ۸۶ مکتوب ۵۴)۔

اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مسلک اہل سنت و جماعت:۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان قصاص دم حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اجتہادی اختلاف ہوا۔ یہ اختلاف حکومت کے لالچ اور بغض و عناد کی بنا پر نہیں بلکہ نیک نیتی اور اجتہاد کی بنا پر ہوا۔ اہلسنت کے نزدیک حق حضور مولا مشکل کشا کی طرف تھا لیکن دوسری طرف بھی بلا شک وشبہ صحابہ بلکہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے عشرہ مبشرہ صحابی تھے

کہ جن کے جنتی ہونے کی سرکار دو عالم ﷺ نے خود بشارت دی تھی دونوں گروہوں میں اہلسنّت کے نزدیک اجتہادی اختلاف تھا دونوں طرف کے شہداء کی خود حضور مولا علی نے نماز جنازہ پڑھا کر ان کے ایمان باللہ وایمان بالرسول اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ جنگ جمل وصفین تقدیر کا قضیہ تھا جو ہو کر رہا لیکن فرمان رسول اللہ ﷺ بھی تو پورا ہونا تھا۔ مسلمانوں کے دو عظیم گروہ بننے تھے۔ اختلاف ہونا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا حسن ان دونوں مسلمانوں کے عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی یوں اختلافات ختم ہو گئے۔ (۱۔ رجال کشی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، ۲۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۵۷۰ مطبوعہ تبریز، ۳۔ احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید، ۴۔ جلاء العیون جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، ۵۔ الاخبار الطّوال صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ بیروت، ۶۔ مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف صفحہ ۴)

گستاخ حضرت امیر معاویہ اہلسنّت سے خارج ہے:۔ صحابی اور کاتب وحی ہونے اور دیگر ان گنت فضائل کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سروں کا تاج ہیں اگر چہ اس بات پر تمام اہلسنّت سلف وخلف کا اجماع ہے کہ حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں ۔لہٰذا صحابی ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق اشارتاً یا کنایۃً بھی قصداً بے ادبی کی جائے یا ان کے شرفِ صحابیت کا انکار کیا جائے تو وہ آدمی مسلکِ اہلسنّت و جماعت سے

خارج ہے کیونکہ اگرچہ صحابہ میں بھی درجات ہیں لیکن ہر صحابی کو صحابی ماننا اور اس کے شرفِ صحابیت کا انکار نہ کرنا اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ضروری ہے اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام ہیں ان میں درجات و فضیلت کے لحاظ سے فرق ہے اور ہمارے آقا و مولا ﷺ بلا شک و شبہ سب انبیاء سے افضل ہیں لیکن نفسِ نبوت میں سب نبی برابر ہیں ان میں سے کسی ایک نبی کا منکر جملہ انبیاء کا منکر شمار ہوگا مثلاً اگر کوئی کلمہ شریف پڑھ کر حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ یا اسی طرح کسی اور نبی اللہ کے نبی ہونے کا منکر ہو جاتا ہے یا نبی مان کر بھی ان کی بے ادبی یا گستاخی کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جملہ انبیاء کا انکار کیا وہ اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہی حال یہاں ہے کہ کسی ایک صحابی کے شرف صحابیت اور نفس صحابیت کا انکار سب صحابہ کے انکار کو مستلزم ہے اور ایسا شخص اہلسنّت سے خارج ہے اور گمراہ ہے کیونکہ نفس صحابیت میں سب صحابہ برابر ہیں۔

اس موقع پر ہم ابن ماجہ اٹھاتے ہیں تو حیرت گم ہو جاتی ہے صحابہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب حضرت شیر خدا جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں جنگ جمل و صفین میں جب بھی جماعت کروائی ہمیں بالکل یوں محسوس ہوا کہ جیسے نبی پاک ﷺ کے جماعت کروانے کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔

☆ (8) خصائص علی میں ایک انوکھا، نرالا اور خصوصی شرف یہ بھی آپ کو عطا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اسکی اپنی پشت سے پیدا فرمائی لیکن حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيٍّ'' فرمایا ''اللہ تعالیٰ میری اولاد علی کی پشت سے جاری کرے گا'' (صواعق محرقہ صفحہ ۲۴)

☆(9) ''حضور پرُ نور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کی حقیقی اور صلبی چار صاحبزادیاں ہیں'' اس عقیدہ کا انکار کفر ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے فرمادیں جس طرح ازواج کی نسبت حضور اقدس سے ہے اسی طرح بنات کی نسبت واضافت بھی حضور اقدس ﷺ سے ہے۔ جس طرح بیویاں آپ کی ہی حقیقی بیویاں ہیں اسی طرح اس آیت کریمہ میں بیٹیاں بھی آپ کی ہی حقیقی بیٹیاں مراد ہیں لیکن باقی تینوں صاحبزادیاں اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں اور حضرت سیدہ خاتون جنت، بعثت اور اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں اس لئے ان کا درجہ زیادہ ہے جس طرح بھائیوں میں بلند رتبہ ہونے سے حضرت علی کے باقی تینوں بھائیوں کا انکار نہیں ہوسکتا اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بلند رتبہ ہونے سے انکی باقی تین سگی بہنوں کا انکار محض جہالت اور قرآن کا انکار ہے کتب شیعہ حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۸ اور منتخب التواریخ جلد ۱ صفحہ ۲۴ پر درج ہے کہ شہزادیوں میں سے حضرت رقیہ ۲ ہجری، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ہجری اور سیدہ فاطمۃ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ہجری کو ہوا۔ لہٰذا جب مباہلہ 10 ہجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں لہٰذا دوسری صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی عجیب اور فضول ہے اور یہ خصائص علی سے ہے کہ شہزادیوں میں سے سب سے بلند رتبہ اور حضور پرُ نور سید العالمین ﷺ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ میں وقتِ وصال تک زندہ رہنے والی شہزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سے آپکا نکاح مبارک ہوا اور ۱۰ ہجری کو عیسائیوں سے مباہلہ میں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ نے آیت

مباہلہ (آل عمران :٦١) میں انفسنا کے تحت حضرت علی کو اپنی جان اور نفس قرار دیا اور ابناءنا کے تحت حضرت علی کے صاحبزادگان کو شامل فرما کر اپنے بیٹے قرار دیا جو بہت بڑا اشرف وامتیاز ہے۔

☆(10) آپکی آل۔ آلِ محمد ﷺ کہلائی جس پر صدقہ حرام ہوا۔

☆(11) ترمذی شریف میں حدیث حسن موجود ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا ''یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یَجْنُبُ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرِکَ''

ترجمہ:۔ کسی جنبی کیلئے اس مسجد نبوی سے گذرنا جائز نہیں سوائے میرے اور تیرے!

☆(12) آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے بعثت کے چوتھے سال جب قریبی اعزہ کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کا حکم نازل ہوا اور حضور سید عالم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کیلئے کوہ صفا پر اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا ''کہ اے بنی مطلب! میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے اور کون میرا معاون ومددگار بنتا ہے تو اس کے جواب میں صرف ایک آواز آئی کہ'' گو میں عمر میں چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں کمزور ہیں تاہم میں آپ کا معاون ومددگار اور قوت بازو بنوں گا'' یہ آواز حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی حضور پُر نور سید عالم ﷺ نے تین مرتبہ اس سوال کو دہرایا اس کے جواب میں ہر مرتبہ حضرت علی کی آواز ہی آئی۔

☆(13) حضور مولا علی باب العلم ہیں اور آپ کا یہ خصوصی مقام آسمانی علوم تک وسیع ہے میرے سلسلہ کے سردار، سرتاج الاولیاء، قدوۃ العرفاء، حضور امام ربانی سیدنا حضور

مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مقامِ ولایت میں عروج عطا فرمایا گیا تو حضور سیدنا مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خصوصی عنایات ہوئیں اور علمِ سماوی آپکی طرف سے عنایت فرمایا گیا اور آپ نے ازراہ تحدیثِ نعمت یہ بات اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو خط میں لکھ کر ارسال کی، مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب شریف نمبر ۷ صفحہ ۵۳ پر ارشاد ہے

''اس مقام بلند پر حضرت امیر مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تجھے آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں جب بغور توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے یہ مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی خاص ہے واللہ سبحانہ اعلم'' (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۷ صفحہ ۵۳)

☆(14) امتِ محمدیہ ﷺ میں یہ منفرد شرف بھی حضرت علی کو نصیب ہے کہ آپکی نمازِ عصر کیلئے سورج واپس لوٹایا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر منزلِ صہبا پر حضور سید عالم ﷺ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک پر رکھ کر سو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہ کی تھی ادب نبوت میں سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر کہ ''بالخصوص درمیانی نماز کی حفاظت کرو'' (القرآن) کی نصِ قطعی جسکی حفاظت اور جلد ادائیگی پر وارد ہے وہ قربان کر دی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز ۔۔۔ اور وہ بھی عصر، جو سب سے خطر کی ہے

عصر کی نماز قضا ہونے کے آثار نمودار ہونے پر حضور مولا علی کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے ہوں گے۔ حضور پر نور سید عالم ﷺ بیدار ہوئے اور دعا کی ''اے رب!

اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو آفتاب کو حکم دے کہ واپس عصر پر لوٹ آئے''۔ دعا قبول ہوئی۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ مولا علی نے نماز عصر ادا کی (مولا علی کی یہ ایک بھی قضا نہ ہو اور نام نہاد محبِ علی کی ایک بھی نماز ادا نہ ہو تو یہ محبت کیسی؟)

''اسے امام طحاوی نے صحیح حدیث کی حیثیت سے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ہے اور ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے حضرت امام احمد بن حنبل کے ممدوح حضرت احمد بن ابی صالح، پھر امام طبرانی اور علم حدیث میں عظیم المرتبت ہستی حضرت علامہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور اسے علاماتِ صداقتِ نبوت میں شمار کیا'' (مدارج النبوت مترجم جلد۲ صفحہ ۳۱۲)

ازالۃ الخفاء میں حضرت شاہ ولی اللہ نے سات حفاظِ حدیث سے اسے بیان کیا اور خود اپنی سند حدیث انچاس (۴۹) واسطوں سے بیان کر کے اسکی صحت پر مہرِ تصدیق ثبت کی اور فرمایا میری اس سند میں کوئی بھی راوی ضعیف نہیں ہے۔ الحمدللہ! فقیر کیلانی نے خود اس جگہ رد الشمس کی 2002ء میں زیارت کی ہے۔

☆(15) حضرت علی مولائے کائنات ہیں: اہلسنت وجماعت کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے بکثرت اپنی اہل بیت پاک کی مودت ومحبت اور اتباع پر امت کو شوق دلایا ہے لیکن بالخصوص غدیر خم کے مقام پر کل مومنین کیلئے حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حضرت علی کو ''مولا'' قرار دینا خصائص سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی ایک بڑی اہم اور امتیازی خصوصیت ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ

فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ ''اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں یہ علی بھی اس کے مولیٰ ہیں''۔ ''اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ'' ''اے اللہ! تو بھی اسے دوست رکھ جو انکو دوست رکھے''۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور بڑے تپاک اور بشاشت سے ان الفاظ میں مولائے کائنات ہونے پر آپ کو مبارکباد دی فرمایا ''اے علی مبارک ہو اور خوشی ہو! کہ ہر صبح و شام اب تم اس حال میں کرو گے کہ قیامت تک ہر مرد و عورت کے تم مولیٰ ہو'' یہ حدیث صحیح ہے (لیکن متواتر نہیں مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۷۵ مترجم)

اس حدیث سے اہل شیعہ نے جو امامت و خلافت علی کا استدلال کیا ہے وہ باطل ہے اس سے مراد صرف حضرت سیدنا علی کا تمام مومنوں و اہل اسلام کا روحانی مددگار ہونا اور ہر مومن کی قلبی کیفیات میں ہر وقت دوست و محبوب ہونا مراد ہے کیونکہ اگر یہ حدیث نبی پاک ﷺ کے وصال مبارک کے فوراً بعد حضرت علی کی خلافت کیلئے نص ہوتی تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اسے خلفاء ثلاثہ پر پیش کرتے اور کبھی انکی بیعت نہ کرتے چلیں! نہج البلاغہ میں ہی آپ نے کہیں فرمایا ہوتا کہ میں خلیفہ بلافصل ہوں تو ہم پر تو حجت نہ سہی اہل شیعہ کے پاس تو کوئی دلیل بن جاتی؟ اہل شیعہ کا یہاں کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقیہ کئے رکھا۔ یہ کہنا خود شیر خدا کی توہین اور گستاخی ہے تقیہ سے آپ کو مصلحت پرست، ابن الوقت، وقت پڑنے پر دب جانے والا، حق کو چھپانے والا بلکہ اتنا بزدل (نعوذ باللہ) کہ جو حق کو برسر عام حق نہ کہہ سکے، ثابت کیا گیا کیا یہ حُبِ علی ہے یا توہینِ علی ہے؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام برحق ہیں اور حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق وحضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ ہستیاں ہیں کہ جو حضرت مولا علی کے بھی امام برحق ہیں اور انکے پاک ہاتھوں پر حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکے بعد دیگرے بیعت کی اور انکی رفاقت کا حق ادا کر دیا خود حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ سنیں اور وہ بھی معتبر ترین کتب شیعہ سے۔

☆(1) عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ .... وَنَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّهُ اسْتَخْلَفَ اَبَابَكْرٍ۔

ترجمہ:۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہم حضور پرنور ﷺ کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ''ابوبکر'' کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا'' (تفسیر صافی جلد دوم سورہ محمد صفحہ ۵۶۲ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی صفحہ ۶۲۴)

☆(2) نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ صفحہ ۸۱ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''میں نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے''

☆(3) نہج البلاغہ صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ بیروت پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اقرار بدین الفاظ موجود ہیں اِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصدِ بیعت بھی ایک ہی ہے''

☆(4) ایک خطبہ کے دوران حضور مولا علی نے فرمایا ''فَبَایَعْتُ اَبَابَکْرٍ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ'' پھر فرمایا ''فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ'' ترجمہ:۔ فرمایا میں نے ابوبکر و عمر کی اسی طرح بیعت کی جس طرح تم سب نے کی'' (امالی شیخ طوسی جلد دوم صفحہ ۲۱، الجزء الثامن عشر، طبع ایران)

☆(5) نہج البلاغہ خطبہ ۹۲ ملاحظہ ہو۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے فرمایا ''اگر مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا اور جسے تم خلیفہ چن لوگے اسکی فرمانبرداری و اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۱۳۶ خطبہ ۹۲، مطبوعہ بیروت دارالکتاب لبنانیہ)

☆(6) حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں حضور مولا علی کا یہ فرمان بھی دعوت ایمان دے رہا ہے:۔ ''هُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْهِ فَعَلَیْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ''

ترجمہ:۔ حضرت علی نے فرمایا وہ دونوں ابوبکر و عمر عادل و منصف خلیفہ تھے دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں پر روزِ قیامت اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق صفحہ ۷)

قارئین محترم! اگر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ میں ''مولا'' کا لفظ

حضرت علی کی خلافتِ بلافصل کیلئے ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اپنے لیے نعوذ باللہ یہ معنی نہیں سمجھ سکے؟ اہل شیعہ سے بیانگ دہل دردمندانہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ سن لو! حضرت مولا علی کی تائید تمہاری پشت پر نہیں آپ خلافت کے معاملہ میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ یہ حوالے تمہاری معتبر ترین کتب سے ہیں ایک حوالہ بھی غلط ثابت کرو تو منہ مانگا انعام پاؤ۔ صلائے عام ہے۔

حوالہ نمبر (1) میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک کے فرمان سے حضرت ابو بکر کی خلافتِ بلافصل کی گواہی دے رہے ہیں۔

حوالہ نمبر 2،3 اور 4 میں آپ حضرات خلفاء ثلاثہ کی بیعت کا اعلان کر رہے ہیں۔ حوالہ (5) نہج البلاغہ میں وَلَعَلِّی اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوْہُ اَمْرَکُمْ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ "جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرمانبرداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا" تو شیعہ موقف کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ اس ارشاد گرامی سے واضح ہے کہ اگر غدیر خم کے موقع پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کے تحت آپکی خلافتِ بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار! جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم! اور حوالہ نمبر (6) میں آپ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا امام، منصف خلفاء ہمیشہ حق پر رہنے اور حق پر ہی وصال کرنے والے اور روزِ قیامت اللہ کی رحمتوں کے نزول کے مستحق فرما رہے ہیں۔ الحمد للہ! حق واضح ہو گیا کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کدھر ہیں؟ گستاخ صحابہ اپنی خیر منائیں! انہیں روزِ قیامت حضور مولا علی کبھی اپنے دامن کرم میں پناہ نہیں دیں گے آج وقت ہے توبہ کریں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنہیں حق جانا۔ حق جان کر جن کی بیعت کی۔ جن کے مشیر وزیر اور قاضی القضاۃ رہے۔ فتوحاتِ صدیقی وفتوحاتِ فاروقی میں جس طرح پیش پیش رہے۔ ان حقائق کو محض اپنے ایک خود ساختہ مولا کے معنی کیلئے جھٹلا دینا نہ صرف تاریخ اسلام کی روشن صداقتوں کو جھٹلانا ہے بلکہ اہل علم واہل مغرب کی نظر میں آج تک تم خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں کے ارضی اور واقعاتی حقائق کا انکار کر کے محض ایک تماشا بنے ہوئے ہو! حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برعکس باطل موقف پر اڑے رہنے سے سوائے حضور مولا علی کی ناراضگی کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ کریم اہل بیت پاک کی سچی غلامی اور صحتِ عقائد واعمال میں انکی نورانی روش نصیب فرمائے آمین ثم آمین!

شان اہل بیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات

مسلم شریف میں حدیث کساء یعنی چادر تطہیر میں امام الانبیاء ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیا اور انکے لئے دعا کی اور پھر آیہ تطہیر تلاوت کی یہ روایت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے اسی طرح بخاری ومسلم میں بوقت وصال حضرت سیدہ فاطمہ سے حضور اقدس ﷺ کا سرگوشی فرمانا اور حضور سیدہ فاطمہ کا پہلے رونا اور پھر ہنسنے کی حدیث بھی حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہے اور پھر ترمذی کی یہ حدیث مبارکہ کہ "احب الناس" یعنی لوگوں میں حضور اقدس ﷺ کو

سب سے پیارے مردوں میں حضرت علی اور عورتوں میں انکی بیوی تھی، بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے۔ ان مرویات سے یہ مفروضہ ختم ہو گیا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت عائشہ حضرت علی یا انکے گھر والوں کے بارے میں اچھے خیالات نہ رکھتی تھیں! یہ محض بعض بدبختوں کے کوڑھ باطنی کا شاخسانہ ہے ان کو مرض ہے کہ جب تک محبوبۂ محبوب رب العالمین کے حضور نازیبا الفاظ نہ کہہ لیں ان کو آرام و صبر نہیں آتا لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کی کتب حدیث تو کجا! خود اہل شیعہ اپنی کتب حدیث ہی اٹھالیں تو انہیں پتہ چلے کہ شان علی وشان اہل بیت پاک میں ان کے ہاں بھی یہ احادیث صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہیں اہل شیعہ کی مشہور کتاب الامام الصادق صفحہ ۸۸ طبع بیروت مطبوعہ اور کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ تبریز طبع جدید ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کیلئے کافی ہے صرف کشف الغمہ کی حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ فرمانے لگیں آپ کی بیٹی فاطمہ! سائل کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا میرا سوال مردوں سے متعلق تھا تو فرمایا مردوں میں حضرت سیدہ فاطمہ کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے پھر خود ہی فرمانے لگیں اس میں نہ ماننے والی کون سی بات ہے کہ حضرت علی بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار تھے (کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

اہل شیعہ کے علم کے سرتاج علامہ ابن شہر آشوب حضور مولا علی کا فرمان حضرت عائشہ کے بارے میں درج کرتے ہیں جو آپ نے اپنی فوج سے خطاب کے دوران فرمایا

لے جنگ جمل سے مراجع نیر

''فرمایا لَئِنْ فعلتُمْ لَقَدْ کَفَرْتُمْ وَھِیَ اُمُّکُمْ وَاِنْ قُلتُمْ لَسْتَ بِاُمِّنَا فَقَدْ کَذَّبْتُمْ بِقَوْلِہٖ ''وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ'' ''سنو! اگر تم نے کسی قسم کا ناروا سلوک حضرت عائشہ سے کیا تو تم یقیناً کافر ہو جاؤ گے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہہ دو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو پھر تم نے اللہ کے ارشاد کو جھٹلایا (اور قرآن کے کسی ایک لفظ کو جھٹلانا بذات خود کفر ہے) اور وہ فرمانِ خدا یہ ہے کہ ''اے مومنو نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں'' (ابن شہر آشوب جلد دوم صفحہ ۱۴)

ایک اور فرمان حضرت مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنئے اور سر دھنئے! اَفَقَالَ عَلِیٌّ لَیْسَ فِیْ اَرْضِکُمْ بُقْعَۃٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ عَنْ بُقْعَۃٍ قُبِضَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ (الامالی شیخ طوسی جلد ا صفحہ ۳۹۱ الجزء الثالث عشر مطبوعہ مکتبہ الداروی قم ایران)

ترجمہ: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تمہاری زمین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ اور قطعۂ ارض اس ٹکڑے سے بڑھ کر محبوب نہیں (جسے حجرہ عائشہ صدیقہ کہتے ہیں اور) جہاں حضور پرنور رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں شیعہ مصنفین، مجتہدین اور ذاکرین اور عام شیعہ اپنی مجلسوں میں اکثر کہتے سنے گئے ہیں کہ حضرت عائشہ کبھی بھی حضرت فاطمہ کا ذکرِ خیر اپنی زبان پر نہیں لاتی تھیں یہ لغویات اور واہیات بکنے سے پہلے اپنے مسلک کے نامور عالم و مجتہد بلکہ شیعہ مسلک کی پہچان ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری کی صرف بحار الانوار جلد ۴۳ مطبوعہ تہران کا ہی مطالعہ کر لیا ہوتا تو کبھی بھی یہ گستاخی کرنے کی جسارت نہ کرتے بحار الانوار کی جلد ۴۳ کے صفحات نمبر ۵، ۲۳، ۲۵

۵۳،۵۴ پر حضرت فاطمہ زہرا کی شان میں حضرت عائشہ سے مروی تمام صحیح مسند اور مرفوع حدیثیں درج کی گئی ہیں جو اس درجہ قوی ہیں کہ ہذیان و بکواس پر مبنی بیان کہ ''حضرت عائشہ کبھی حضرت فاطمہ کا ذکر خیر اپنی زبان پر نہیں لاتی تھیں'' کی خوب خوب تردید ہو جاتی ہے۔ میں یہ احادیث نمبر وار درج کرتا ہوں:

(1) ''حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حضور پرنور ﷺ کے پاس آئیں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ ان سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ قَالَ اَمَا وَ اللّٰہِ لَوْ عَلِمْتِ حُبِّیْ لَھَا لَازْدَدْتِ لَھَا حُبًّا (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر تجھے ان سے میری محبت کا علم ہو جائے تو تو اس سے پہلے سے بھی زیادہ محبت کرنے لگے۔

حدیث کے آخری الفاظ اس امر کی نشاندھی کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جناب فاطمہ سے پہلے سے ہی بہت محبت تھی اسی لئے قسم کھا کر فرمایا کہ اگر ان سے میری کماحقہ محبت کا تجھے علم ہو جائے تو آپ پہلے سے بڑھ کر ان سے محبت کرنے لگیں

(2) بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۰ سے دوسری صحیح مسند اور مرفوع حدیث ملاحظہ کریں

ترجمہ بلفظہ: ''جناب مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں

قالت اقبلت فاطمه علیها السلام تمشی لا و الله الذی لا اله الاهو

مَاشِيًا يَخْرُمُ مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ مَرَّتَيْنِ ۔۔۔۔۔الخ

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں خدا کی قسم ان کی چال بالکل سرور دو عالم ﷺ کی چال جیسی تھی جب حضور سید عالم ﷺ نے انہیں دیکھا تو دو مرتبہ فرمایا اے میری بیٹی مرحبا! پھر آپ نے اپنی بیٹی کو فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ کل قیامت کو تجھے تمام مومن عورتوں کا سردار بنا کر لایا جائے" اندھے کو نظر نہ آئے تو نہ آئے ہر عقلمند کو احترام وعقیدت مابین فریقین نظر آ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چل رہا ہے کہ ہمیں حضرت سیدہ زہرا کی حیات ظاہری اور سیرت و معمولات کا تو علم ہی صرف ام المومنین حضرت صدیقہ طاہرہ کی مرویات سے ہوا۔

(3) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ اَشْبَهَ كَلَامًا وَّحَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ ۔۔۔۔الخ

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی گفتگو اور بات چیت کے اعتبار سے حضرت فاطمہ سے زیادہ کوئی مشابہت والا نہ دیکھا آپ جب بھی حضور ﷺ کے ہاں تشریف لاتیں تو سرکار دو عالم ﷺ انہیں مرحبا کہتے اور ان کے ہاتھ چوم لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب کبھی سرکار ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو جنابہ زہرا انہیں مرحبا کہتیں اور ان کا استقبال کرنے کیلئے کھڑی ہو جاتیں آپ کے دست ھائے مبارک کو چوم لیتیں (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵، ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷)

(4) بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵۳ مطبوعہ تہران طبع جدید پر صحیح حدیث ہے کہ:۔

''حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ نے ایک سائلہ کے جواب میں فرمایا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب شخصیت حضرت فاطمہ تھیں سائلہ نے پوچھا میں مردوں میں سے محبوب ترین پوچھ رہی ہوں فرمایا فاطمہ کے خاوند پھر فرمایا واقعی وہ اس منصب کے حقدار ہیں کیونکہ خدا کی قسم! وہ بہت روزے رکھنے والے اور شب بیدار تھے وہ وہی بات کہتے جو اللہ کو پسند ہوتی

(5) سیدۂ کائنات کے جگر کے ٹکڑوں حسنین کریمین کے متعلق بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک عقیدہ پر نظر ڈال لیں بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۰۶ پر آپ سے ہی مروی ہے کہ اللہ نے وحی فرمائی کہ اے جنت میں تجھے حسن و حسین سے زینت عطا کروں گا''

حضرت سیدہ فاطمہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان ایمان افروز بیانات کو بار بار پڑھیں آپ کا دل گواہی دے گا کہ ایسے تعریفی کلمات صرف موصوف اور مستحق کے ساتھ دلی محبت اور عقیدت کے بغیر نہیں کہے جاسکتے یہ تمام احادیث مرفوع مسند اور صحیح ہیں کوئی شیعہ بھی انہیں غلط نہیں کہہ سکتا بلا لحاظ مسلک و مذہب ہر انصاف پسند قاری اب گواہی دے گا کہ ان حضرات کے مابین رنجش وغیرہ کے افسانہ جات یہودی لابی کے من گھڑت ہیں اور بس! کیونکہ دوسری طرف پنجتن پاک کے عظیم ترین فرد حضور مولائے کائنات سیدنا شیر خدا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناقب ابن شہر آشوب جلد دوم صفحہ ۴ پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذرا سی بے ادبی کو بھی کفر فرمار ہے ہیں اور ان کو ام المومنین نہ ماننے والے کو بھی کافر فرما رہے ہیں

اور مذہب شیعہ کے رکن اعظم محقق طوسی نے اپنی امالی جلد اصفحہ ۳۹۱ پر حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان درج کیا کہ حجرہ عائشہ ساری کائنات سے بڑھ کر اللہ کو محبوب ہے یہاں تو اہل ایمان کو مابین جانبین قرآنی فرمان رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ والی باہمی محبت نظر آرہی ہے تسلی کیلئے یہ حوالے اصل عبارات کے ساتھ اوپر درج کر دیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! ہم نہ خارجی ہیں نہ رافضی! دوسری طرف خارجی ٹولہ ہے کہ جو یزید لعین کو بھی معاذ اللہ جنتی قرار دیتا ہے جبکہ انہیں شاید مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ میں وہ دو احادیث مبارکہ (مترجم مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۲۶۲،۲۶۳ حدیث نمبر ۵۹۱۸،۵۹۱۹) نظر نہیں آئیں جن کی عبارت اتنی دلگداز ہے کہ پڑھتے ہی آنسو چھلک پڑتے ہیں اور کربلا شریف کا قیامت خیز منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ہم اہل سنت و جماعت کو تو ہر طرف سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی حق پر نظر آتے ہیں اور کیوں نہ ہو ان احادیث کی رو سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی حضور سید عالم ﷺ نے انکی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس خبر پر خود بھی چھم چھم آنسو برسائے انکی تربت انور کی جبریل امین سے مٹی منگوائی وہ مٹی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائیگی تو میرے حسین شہید ہو جائیں گے پھر ان احادیث کی رو سے حضور سید عالم ﷺ عین دس محرم الحرام شہادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت اپنے صحابہ کو خواب میں اس حال میں ملتے ہیں کہ سرکار کے گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں دست مبارک میں خون بھرا برتن ہے اور پوچھنے پر حکم

فرمایا ھذا دم الحسین و اصحابہ لم یزل التقطہ من الیوم فرمایا کہ یہ میرے حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں یہ دونوں احادیث مبارکہ پیچھے "ذکر شہادت امام حسین" میں درج کی گئی ہیں تا کہ قارئین پیارے نبی پاک ﷺ کا اپنے پیارے نواسے کی شہادت میں لمحہ بہ لمحہ خبریں عطا فرمانے کا خونیں منظر کربلا اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکیں فی الحال ان احادیث کا خلاصہ بیان کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ شہادت حسین کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی بلکہ اہل بیت پاک میں امہات المومنین سمیت ہر فرد کو مستقبل قریب یعنی ۶۱ ھجری میں واقع ہونے والی اس شہادت عظمیٰ کا پتہ تھا لہٰذا اپنے پیارے اور لاڈلے حسین کی شہادت کا منظر دکھائے جانے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مومنوں کی امی جان نے کئی سال پہلے ہی اپنا ردعمل ریکارڈ کروا دیا جو سنہری لفظوں سے لکھنے اور صرف محبت پنجتن پاک میں ڈوبے ہوئے دل کے پڑھنے کے قابل ہے اہل سنت کی کتب حدیث نے اسے گوہر نایاب کی طرح محفوظ رکھا شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "ما ثبت بالسنۃ" سے ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ "قاتل و ملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین کے ساتھ بغاوت کی اور انہیں شہید کر دیا حضرت حسین کی تربت کی مٹی میرے پاس لائی گئی اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ جن کے روبرو حسین قتل کیے جائیں گے وہ مدد نہ کریں گے اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عام عذاب مسلط کر دیا ہے اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے" (ما ثبت بالسنۃ صفحہ ۱۹ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور)

خارجیوں کے عظمت وشانِ اہل بیت میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات

بے ایمان خارجی ہو اور بغض علی نہ رکھتا ہو؟ یہ دو متضاد چیزیں ہیں، خارجیوں نے نام اور لیبل بدل بدل کر ہر دور میں شان علی و فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تنقیص و تنقید پر ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے اور اس طرح جہنم تک پہنچنے کے اپنے راستے کو مزید صاف اور ہموار کیا ہے ایسی احادیث مبارکہ جو اہل سنت و جماعت سلف و خلف میں شانِ پنجتن پاک میں شائع و معروف ہیں خارجی ان احادیث مبارکہ کے ماخذ و مراجع پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان مراجع کے مستند ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مثلاً ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضور مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب سیدنا شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں کو جنت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے اور اس لحاظ سے آپ کا فرمان ''انا قسیم النار'' احادیث میں ثابت و موجود ہے اور سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں یہ فرمان نبوی ﷺ وارد ہوا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبین کو آگ سے محفوظ فرما دیا ہے'' اندھے کو کیا نظر آئے، مستند مصادر و مراجع حدیث میں یہ احادیث موجود ہیں ملاحظہ ہوں:۔

(1) حضرت امام علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں

''اصحاب صحاح اور ائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب

آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ امت کا بد بخت ترین فرد ان کے سر مبارک
کے خون سے انکی ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں، اپنے دوستوں کو
بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے (قاضی عیاض مالکی :
الشفا فاروقی کتب خانہ، ملتان، جلد ا صفحہ ۲۲۳) نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کہتے
ہیں "قاضی عیاض اپنے دور میں حدیث اور علوم حدیث کے امام تھے حدیث کی طرف
ان کی توجہ بہت تھی حدیث کے جمع کرنے اور ضبط کا اہتمام کرتے تھے وہ علم وفہم اور
ذکاوت وفطانت میں صاحب یقین تھے (نواب صدیق حسن خان، ابجد العلوم جلد ۳
صفحہ ۱۴۸) شافعیہ کے عظیم ترین عالم حضرت علامہ نووی مسلم شریف کی شرح میں اکثر و
بیشتر علامہ قاضی عیاض کے حوالے بطور استشہاد نقل کرتے ہیں۔

(2) شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ "ابن اثیر نے
نہایہ میں بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انا قسیم النار (نسیم
الریاض مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

علامہ شہاب الدین خفاجی آگے مزید فرماتے ہیں:

"ابن اثیر ثقہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے وہ رائے سے نہیں کہا جا
سکتا لہٰذا یہ حکماً حدیث مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں ہے" (نسیم الریاض
جلد ۳ صفحہ ۱۶۳) امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں "انا قسیم النار" "حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ارشاد ہے حضرت شاذان فضلی نے "جزء رد الشمس" میں
سے روایت کیا ہے (الامن والعلی مطبع کامیاب دار التبلیغ، لاہور صفحہ ۵۹)

(3) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ "مرفوعاً وارد ہے (یعنی یہ نبی اکرم ﷺ کا

فرمان ہے) کہ حضرت فاطمہ کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوران کی متبع اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے یہ روایت حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی، امام نسائی حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبین کو آگ سے محفوظ کردیا ہے (علی بن سلطان محمد القاری، شرح فقہ اکبر مصطفیٰ البابی، مصر صفحہ ۱۱).

اہلسنّت کے نزدیک حضرت علی شہنشاہ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکزِ ولایت، آپکی نسلِ پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے

الحمدللہ! ہم اہلسنّت، اہل جنت ہیں اس لئے کہ جنت کے مطلق مالک اللہ کے محبوب ﷺ ہیں جو ہم کلمہ گو، سرکار کے نام لیوں اور غلاموں کیلئے ''حریص'' اور ''رؤف و رحیم'' اور شفیع معظم ﷺ ہیں جناب حضور پرُ نور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے جدھر اشارے ہوں گے ادھر جنت بھی نثار ہوتی جائیگی ''محبت پنجتن پاک'' جنت کا پروانہ ہے حضرت علی اپنے چاہنے والوں کو جنت میں داخل کریں گے اس کا مصداق میرے حضور پرُ نور حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے مکتوبات شریف میں اس شعر کا بار بار محبت وفخر سے درج کرنا ہے۔

نوشتہ بردرِ جنت بخطِ سبز وجلی　　شفیعِ روزِ قیامت محمد است وعلی

خارجیو! خدا کی قسم! یہ وہی جنت ہے جہاں سب جنتی نوجوانوں کے سردار سیدین کریمین طیبین طاہرین حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے۔ چادر زہرا کی قسم! میرے نبی کا فرمان سچا ہے سب محبین فاطمہ اور آپ

کی متبع اولاد پاک کُل جنت میں ہوں گے اور الحمد للہ! جو جو بھی جنت میں ہوگا اس کا خاتمہ بالایمان اور ان نشانیوں کے مطابق ہوگا جو قرآن مجید میں بیان ہوئیں ہمارے سردار حضور مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر اول مکتوب شریف ۴۸ میں تصریح کی ہے "دخول جنت وتجنب از نار وابستہ باتیان شریعت است۔ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند و مدار نجات برآں ماندہ و مقصود از بعثت ایں اکابر تبلیغ شرائع است پس بزرگترین خیرات سعی در ترویج شریعت است دریں فعل اقتدا بانبیاء است کہ بزرگترین مخلوقات اند علیہم الصلوات والتسلیمات" (دفتر اول مکتوب شریف ۴۸) ترجمہ: جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے انبیاء صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہم کہ جو کائنات میں سب سے افضل ہیں شریعت کی طرف ہی بلاتے رہے اور نجات کا انحصار بھی اسی پر ہے اور انبیاء کی آمد کا مقصد ہی اپنی اپنی شریعتوں کی تبلیغ تھا لہٰذا بزرگترین نیکی شریعت کو رواج دینا ہے اور شریعت کے احکام کو زندہ کرنے کی کوشش کرنا ہے یہ کام کرنا انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی اقتدا کرنا ہے جو کہ تمام مخلوقات میں سے بزرگترین ہستیاں ہیں (دفتر اول مکتوب شریف صفحہ ۴۸)

حضرت علی کی شہنشاہ ولایت ہونے، آپ کے گھرانہ کے مرکز ولایت ہونے، آپ کی نسل پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہونے پر تمام اہلسنّت متفق ہیں حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ولایت کا حقیقی تصور کیا ہے؟

ولایت کا صحیح تصور:۔ ہم اہلسنّت و جماعت کے نزدیک حضرت علی شہنشاہ ولایت ہیں آپکی نسل پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے اور ولایت کی نشانی ولزوم کمال اتباعِ شریعت ہے جو قرآن وسنت وتعاملِ صحابہ پاک سے ماخوذ ہے۔شریعت کی مخالفت میں بھنگ پینا، کڑے پہننا، کالا لباس پہننا یا خلافِ شریعت رسوم و رواج و دشمنانِ صحابہ کی مجالس میں گھل مل جانا یا فرضی نماز ترک کر دینا اور فرضی نماز پر خود ساختہ اذکار و چلہ کشی کو ترجیح دینا کسی پاگل و جاہل اور شیطان کے نزدیک ہی ولایت ہو سکتی ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک جس روحانی فیض اور ولایت کے شہنشاہ حضرت مولا علی ہیں اس میں معاذ اللہ! ان خبیث افعال پر مبنی ولایت کا کوئی تصور نہیں بلکہ نبی کے گھر والوں اور نبی کے در والوں کی غلامی اور کمال اتباع شریعت کی شرط اہلسنّت و جماعت کے ہاں ولایت کیلئے ضروری ہے ہم حضور سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف اور فرامین کی روشنی میں تصور ولایت واضح کرتے ہیں ۔ یہ اس ہستی کے فرمان ہیں کہ جو طریقت و شریعت کے جامع ہیں اور رہے کمال کہ جن کا پیرانکے متعلق یہ کہتا ہو۔ ''غوث الابرار خواجہ حضرت باقی باللہ فرماتے ہیں (کیا شان ہے اس مرید کی جس کے پیر کامل اسکے بارے میں ایسا فرمائیں) ''حضرت شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں اور کامل ترین اولیائے متقدین میں بھی ان جیسے خال خال ہی گزرے ہوں گے (زبدۃ المقامات از خواجہ کشمی)

(1) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں ''حضور خیر البشر ﷺ کی صحبت مبارکہ کی فضیلت تمام فضائل وکمالات سے بالاتر

ہے ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جس نے بزرگانِ اہل سنت کی مخالفت کی اور ان سے الگ ہوگیا ان کے اصول سے منہ پھیرا اور ان کے گروہ سے نکل گیا پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا پس رویت اور شفاعت کا منکر ہوا اور فضیلت صحبت اور صحابہ کی بزرگی اس سے مخفی رہی اور اہل بیت رسول کی محبت اور اولادِ بتول کی مودت سے محروم رہا (رضی اللہ عنہم) اور وہ اس بڑی نیکی سے رک گیا جو اہل سنت و جماعت نے حاصل کی (بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قیومت صفحہ ۱۴۱)

(2) "طریقت و شریعت عین یکدگر اند"

ترجمہ: "طریقت و شریعت بالکل دونوں ایک ہیں"

"ہر چہ مخالف شریعت است مردود است"

ترجمہ: جو کچھ بھی خلاف شریعت ہو سب مردود ہے

(دفتر اول مکتوب شریف صفحہ ۴۳)

(3) فرمایا "صوفیہ خام یعنی ناپختہ صوفی ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت چھوڑ دیتے ہیں ان کیلئے یہ ایک ہی جملہ کافی ہے۔

"نمی دانند کہ یک فرض بجماعت از ہزاراں اربعین ایشاں بہتر است" ترجمہ: انہیں معلوم نہیں کہ ایک فرض با جماعت ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے" پھر فرمایا "آرے ذکر و فکر با مراعات آداب شرعیہ بہتر و مہم تر است"

ترجمہ: ہاں آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی اچھا اور اہم ہے

(دفتر اول مکتوب شریف نمبر ۲۶۰)

(4) فرمایا ''دو باتوں کی ضرورت ہے اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ رہے اور ان اعمال کو بروئے کار لایا جائے جن کا تعلق بدن سے ہے اور شریعت نے جن کا حکم دیا ہے جو شخص بدنی اعمال کے بغیر قلب کی سلامتی کا دعویٰ کرے غلط ہے۔ جس طرح دنیوی زندگی میں جسم کے بغیر روح نہیں ہوتی بلکہ اسکا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح قلبی احوال کا ظہور بدنی اعمال کے بغیر محال ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۹)

(5) آج کل مافوق الفطرت چیزیں جس سے صادر ہو جائیں لوگ اسے ولی سمجھنے لگتے ہیں یہ بالکل غلط ہے اگر ولی اللہ کے ہاتھ پر اتباعِ شریعت میں ایسی چیزیں صادر ہوں تو وراثت نبوت کے طور پر معجزہ کا پرتو ہے جسے کرامت کہتے ہیں۔ کسی خلافِ شریعت بندے سے ایسے امور صادر ہوں تو شیطانی تصرف اور استدراج ہے جس کا ہرگز ولایت سے کوئی تعلق نہیں، آج کل بعض مفکر، فلاسفر اور ڈاکٹر لوگ فلسفیانہ گفتگو اور عقلی دلائل کا ایسا تانا بانا تیار کرتے ہیں کہ جدید دور کے مغربیت زدہ لوگ انہیں ہی مولا علی کے فیض کا حقیقی وارث اور ولی تصور کرنے لگتے ہیں۔ عالم امر کہاں اور عقل محض کہاں؟ ولایت و کامل اتباع نبوی و بلا خوف لوم ولائم شریعت نبوی کو جاری کرنا تو محض عشقِ سراپا کیف و جذب کے ہی کمالات ہو سکتے ہیں اس بارے حضور مجدد پاک کے ارشاد ملاحظہ ہوں۔

(1) عقل جہاں معذور ہے وہاں سے مقامِ عشق کی ابتدا ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں ''عقل اگرچہ یہ مناسبت اور اتصال پیدا کرے لیکن یہ تعلق جو اس کا مادی صورت کے ساتھ ہے بالکل دور نہیں ہوتا اور اسکو پورا پورا تجرد حاصل نہیں ہوتا پس وہم اس کا دامنگیر رہتا ہے اور متخیلہ ہرگز اس کا خیال نہیں چھوڑتی قوت غضبی اسکی دوست اور حرص و شرکی

رزیل صفات اس کی ہمت معنی رہتی ہیں سہو ونسیان جو نوع انسان کا لازمہ ہے اس سے دور نہیں ہوتا خطا و غلطی جو اس جہان کا خاصہ ہے اس سے جدا نہیں ہوتا پس عقل اعتماد کے لائق نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ بعثت کے بغیر تصفیہ اور تزکیہ کی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی" (دفتر اول ، صفحہ ۲۶۶)

(2) "وہ فلسفی جس نے اپنی چشم بصیرت میں حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اتباع کا سرمہ نہیں ڈالا وہ علم امر کی حقیقت سے اندھا ہے چہ جائیکہ اس کو خدا تعالیٰ کی شان کا شعور ہو" (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۴) چند سطر بعد اسی مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں "عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل پیروکاروں کا ہی مقدر ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۴)

قارئین محترم! اہل سنت کے نزدیک حقیقت ولایت ان درج بالا مکتوبات شریف سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اب حضور مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہنشاہِ ولایت ہونے ، آپ کے گھرانہ کے مرکزِ ولایت ہونے اور آپ کی نسل پاک کے ائمہ ولایت و اولیاء گر ہونے سے متعلق حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ الحمد للہ! اہل بیت پاک کی یہ شان بیان کرنا صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کا ہی حصہ ہے۔

☆ (1) امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے (اس سلطنت میں وزیر دست

چپ وزیرِ دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے) اور فاروق اعظم وزیر راست، پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو غوثیت عطا ہوئی اور امامین محرمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر امام حسن سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضرت غوث اعظم تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مستقل غوث ہوئے حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے (محمد مصطفےٰ رضا خاں، ملفوظات مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱۵) امام احمد رضا نے امت میں سے سب سے پہلا غوث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے اور آخر میں سیدنا غوث اعظم کا ذکر کیا ہے درمیان میں شہنشاہ ولایت اور ان کی نسل پاک نسل در نسل ہدایت و ولایت کے مرکز ہیں۔ یہ واضح رہے کہ اس چیز پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی تو کجا، کل امت کے غوث و ابدال و اولیاء کا مقام مل کر بھی کسی ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

☆(2) علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں

''مشائخ نے علم سر اور تصفیہ باطن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استناد کیا ہے، کیونکہ اس علم کا سرچشمہ اہل بیت کرام ہیں'' (شرح مقاصد مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور

جلد۲صفحہ۳۰۰)۔

☆(3) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا: ''جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ، صفات اربعہ کہ عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ است برائے حضرات ائمہ اثناء عشر علیہم السلام ثابت کردہ اند (فتاویٰ عزیزی فارسی مطبع مجتبائی دہلی جلد ا صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ:۔ ''فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہ نے تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت چار صفتیں بارہ اماموں کے لئے ثابت کی ہیں کیا یہ عقیدہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت کے خلاف نہیں ہے''؟ اس کے جواب میں سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ''قطبیت باطنیہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو مخصوص فرما دیتا ہے کہ فیض الٰہی اوّلاً و بالذات ان پر نازل ہوتا ہے پھر ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہے اگرچہ بہ ظاہر کوئی ان سے کسب فیض نہ کرے جیسے سورج کی شعاعیں روشن دان کے ذریعے کسی گھر میں پہنچیں تو اوّلاً وہ روشندان روشن ہوگا اور اسکے واسطہ سے گھر کی تمام چیزیں روشن ہوں گی اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں بر خلاف قطب مدار کے خلاصہ یہ کہ از روئے تحقیق ان چار صفات کا (بارہ اماموں کیلئے) ثابت کرنا نہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور نہ شیخین کی افضلیت کے خلاف ہے جس پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے (تصنیف عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی فارسی، (مجتبائی دہلی) جلد ا صفحہ ۱۲۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک بارہ امام نہ صرف روحانی پیشوا ہیں بلکہ عصمت حکمت

، وجاہت اور قطبیت باطنیہ چاروں صفات کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیض اوّلاً ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کے واسطے سے دوسروں تک پہنچتا ہے۔

☆ (4) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ ارشاد بھی توجہ طلب ہے و معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند و یکے مرد دیگرے را وصی آل می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و منبعیت فیض ولایت بود ولہذا الزام ایں امر کانہ خلاق از ائمہ اطہار مروی نشدہ بلکہ یارانِ چیدہ و مصاحبانِ برگزیدہ خود را باں فیض خاص مشرف می ساختند و ہر یکے را بقدر استعداد او بایں دولت می نواختند (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۲۱۴)

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جو امامت باقی رہی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا جانشین بناتا رہا وہ یہی قطبیت ارشاد اور فیض ولایت کا منبع ہونا تھا اس لئے ائمہ اطہار میں سے کسی سے مروی نہیں کہ انہوں نے امامت کا تسلیم کرنا تمام انسانوں پر لازم قرار دیا ہو بلکہ اپنے چیدہ چیدہ دوستوں اور منتخب مصاحبوں کو اس فیض خاص سے مشرف فرماتے تھے اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس دولت سے نوازتے تھے'' (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۲۱۴)

☆ (5) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک اور فرمان ملاحظہ ہو جو چشم بصیرت کیلئے سرمہ ثابت ہوگا آپ فرماتے ہیں ''نیز پچھلے امام مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضا تمام اہل سنت کے مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں کہ اہل سنت کے علماء مثلاً امام زہری ، امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی ہے اور اس وقت کے صوفیاء مثلاً حضرت معروف کرخی وغیرہ نے ان حضرات سے کسبِ فیض کیا اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا ہے اور اہل سنت کے

محدثین نے ان بزرگوں سے ہر فن خصوصاً تفسیر و سلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کیے ہیں (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۲۳۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عصمت کے وہ معنی مراد نہیں لیتے جو شیعہ مراد لیتے ہیں بلکہ آپ کے نزدیک عصمت کے یہ معنی ہیں آپ فرماتے ہیں "عصمت کے دو معنی ہیں (1) گناہ پر قادر ہونے کے باوجود اس کا صدور محال ہو اور یہ معنی باجماع اہل سنت، حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھ مخصوص ہیں (2) گناہ کا صادر ہونا جائز ہے اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا لیکن اس کے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنی کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے صوفیہ کے کلام میں اپنے لئے عصمت کی دعا واقع ہے" (فتاویٰ عزیزی فارسی جلد ا صفحہ ۱۲۸)

☆ (6)۔ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ دہلوی فرماتے ہیں "راہ ولایت کے کھلنے کا واسطہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا وجود باجود ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس توسط میں شریک ہیں اس کے بعد بارہ میں سے باقی امام پاک اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولایت کی امانت کا بوجھ اٹھانے والے ہیں (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۳۴۴)

☆ (7) محبت اہل بیت پاک و پنجتن پاک میں اہل جنت اہل سنت و جماعت کا ہر فرد سر سے لیکر پاؤں تک ڈوبا ہوا ہے اس کا مصداق میرے حضور پرنور حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے مکتوبات شریف میں اس شعر کا بار بار محبت وفخر سے درج کرنا ہے

نوشتہ اند بر در جنت بخط سبز و جلی ۔۔۔ شفیع روز قیامت محمد است و علی

حضور مجدد پاک قدس سرہ کے برعکس نجدی وہابی دیوبندی یہ عقیدہ رکھتے ہیں "جس کا

نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' (تقویۃ الایمان) جبکہ حضور مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جنت کے ہر دروازے پر سبز رنگ سے جلی حروف میں یہ تحریر ہے کہ ''محمد و علی'' روز قیامت اللہ کی طرف سے مختار ہوں گے انہیں اللہ کی طرف سے اختیار دیا جائیگا اور وہ گناہگاروں کی شفاعت کرائیں گے

☆(8) حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کے وسیلہ سے جو دعا مشہور ہے وہ نادعلی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے یہ دعا ایک ایسی کتاب سے نقل کی ہے جس کی اجازتیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اساتذۂ حدیث سے لیتے تھے اور اپنے شاگردوں کو دیتے رہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ''طرفہ تر یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور ان کے بارہ اساتذہ علم حدیث و مشائخ طریقت جن میں مولانا طاہر مدنی اور ان کے والد و استاذ اور پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری و خاص ''دعائے سیفی'' کی اجازتیں ان حضرات سے لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔

☆(9) نبی اکرم ﷺ کی آل پاک، بارگاہ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں امید ہے کہ قیامت کے دن ان کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۸۰) یہ حضرت سیدنا امام شافعی کے ایک شعر کا ترجمہ ہے۔

امامِ اہلسنّت حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے خارجیوں کے وارد کردہ شانِ اہل بیت پاک میں اعتراضات کا دندان شکن جواب

امامِ اہلسنّت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے آخری جو یادگار تصنیف چھوڑی ہے وہ دورِ حاضر کے ایک ''مبغض اہل بیت'' جعفر شاہ پھلواری کے درود تاج شریف پر اعتراضات کا جواب ہے پھلواری نے حسنین کریمین کے صحابی ہونے، حضرت علی فاتح خیبر ہونے اور مرحب کو قتل کرنے کے متعلق کچھ تاریخی رطب و یابس سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بغض آل نبی میں یہاں تک لکھ دیا کہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں لکھنا چاہیے۔ کون نہیں جانتا کہ بلا لحاظ مسلک و مذہب ساری امت کے چھوٹے بڑے سب اس درود شریف پر متفق ہیں۔ میں آپ کے رسالہ درود تاج شریف سے متعلقہ حصے بلفظہٖ درج کرتا ہوں۔

حسنین کریمین صحابی ہیں

پھلواروی صاحب ملا باقر مجلسی کا ایک بیان نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں ''اس روایت سے واضح طور پر دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ جناب حسن وفات نبوی کے وقت چار سال کے لگ بھگ تھے اور جناب حسین ان سے بھی کوئی سال بھر چھوٹے تھے دوسرے یہ کہ سیدنا علی کا شریک غزوہ خیبر ہونا صحیح نہیں'' اسی کلامہ میں عرض کروں گا کہ

ملا باقر مجلسی کا بیان یا اس کی منقولہ روایت ہمارے نزدیک پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی یہاں اس کا نقل کرنا ہی بے سود اور بے محل ہے ہمارے علمائے محققین نے لکھا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت نصف رمضان ۳ ھجری میں ہوئی حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ''قال خليفة وغير واحد ولد للنصف من رمضان سنة ۳'' یعنی خلیفہ اور ان کے علاوہ کئی علماء نے کہا کہ حضرت حسن نصف رمضان ۳ ھجری میں پیدا ہوئے اس سے پہلے ابن حجر اسی مقام پر فرما چکے ہیں روی عن جده رسول الله ﷺ یعنی حضرت سیدنا امام حسن نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے روایت کی (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ طبع بیروت) امام ابن جوزی نے تقریبا دس احادیث کے رواۃ میں ان کا نام لکھا (تلقیح فہوم الاثر صفحہ ۱۸۷ طبع دہلی) اور حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں فرمایا: ''قال الزبير بن بكار ولد لخمس ليال خلون من شعبان سنة اربع'' یعنی زبیر بن بکار نے کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین چھ شعبان ۴ ھجری کو پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ طبع بیروت) اور امام ابن جوزی نے انہیں تقریبا سات احادیث کے رواۃ میں شمار کیا (تلقیح صفحہ ۱۸۸) ثابت ہوا کہ پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ ''جناب حضرت سیدنا امام حسن وفات نبوی کے وقت چار سال کے لگ بھگ تھے اور حضرت سیدنا امام حسین ان سے بھی کوئی سال بھر چھوٹے تھے'' قطعاً غلط اور دروغ بے فروغ ہے حقیقت یہ ہے ک وفات نبوی ﷺ کے وقت حضرت سیدنا امام حسن کی عمر شریف تقریباً ساڑھے سات سال اور حضرت سیدنا امام حسین کی عمر مبارک تقریباً ساڑھے چھ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے ان کا احادیث روایت کرنا

بھی اسی کا مؤید ہے۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمالیا کہ پھلواروی صاحب نے کس دلیری کے ساتھ حق کو چھپایا اور حسنین کریمین کی عظمت وفضیلت گھٹانے کی کیسی مذموم جسارت کی۔

حضرت علی اور غزوہ خیبر

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بھی ان کا یہ گھناؤنا نظریہ ناظرین کرام کے سامنے آگیا کہ "سیدنا علی کا شریک غزوہ خیبر ہونا صحیح نہیں" العیاذ باللہ آج تک دنیا کے کسی مورخ نے غزوہ خیبر میں حضرت علی کی شرکت کی نفی نہیں کی تمام کتب سیرت وتاریخ اور احادیث صحیحہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غزوہ خیبر میں شریک ہونا بلکہ فاتح خیبر ہونا منقول اور مروی ہے صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رمد فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْ لَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے انہیں آشوب چشم کی تکلیف تھی حضرت علی نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ

جاؤں؟ چنانچہ حضرت علی مدینہ سے چل کر خیبر پہنچے اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل یہ جھنڈا میں اسے دوں گا یا مجھ سے یہ جھنڈا وہ لے گا جو اللہ اور رسول کا محبوب ہے یا (فرمایا) اللہ اور رسول اس کے محبوب ہیں یہ جنگ اللہ تعالیٰ اسی پر فتح فرما دے گا اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں ان کی کوئی امید نہ تھی صحابہ نے عرض کیا حضور! یہ حضرت علی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جھنڈا حضرت علی کو عطا فرما دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح فرمایا"۔

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۵، صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۲۷۹ طبع اصح المطابع کراچی)

شاید ناظرین کرام میں سے کسی کو یہ شبہ لاحق ہو کہ پھلواروی صاحب نے ملا باقر مجلسی اور روافض پر الزام قائم کرنے کیلئے ایسا لکھا ہے تو میں عرض کروں گا کہ الزام، مخاطب پر قائم کیا جاتا ہے پھلواروی صاحب کے مخاطب، روافض اور ملا باقر مجلسی نہیں پھر ان پر الزام قائم کرنے کا کیا معنے؟ درود تاج، دلائل الخیرات اور حزب البحر وغیرہ جن اوراد و وظائف پر پھلواروی صاحب نے اعتراضات کیے وہ بزرگان اہل سنت کے معمولات ہیں اس لئے پھلواروی کے مخاطب روافض اور ملا باقر مجلسی نہیں بلکہ ہم غریبین ہیں لہٰذا روافض یا ملا باقر مجلسی پر الزام قائم کرنے کا شبہ درست نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس موقع پر اظہار حق ضروری تھا جو انہوں نے نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہی ان کے نزدیک حق ہے جو اہل حق کے نزدیک سراسر باطل اور ناقابل قبول ہے۔

پھلواروی صاحب کی یہ ساری کاوش اس غرض سے ہے کہ فضائل اہل بیت کے انکار

اوران کے خلاف اپنے دل کا غبار نکالنے کیلئے کہیں سے انہیں کوئی سہارا مل جائے۔ نہ معلوم کس قدر تگ ودواور کدوکاوش کے بعد ملا باقر مجلسی کی یہ روایت ان کے ہاتھ آئی جس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین کے خلاف یہ دو باتیں ثابت کرنے کا بزعم خویش انہیں موقع میسر آیا جو اہلِ سنت کے لئے قابل قبول تو در کنار لائق التفات بھی نہیں۔

مرحب یہودی کے قاتل حضرت علی ہیں

دنیا جانتی ہے کہ یہودِ خیبر کے سب سے بڑے سردار مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضیٰ ہیں پھلواروی صاحب اس کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مزید براں طبری متوفی ۳۱۰ھ کے بیان کے مطابق مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اور صحیح بھی یہی ہے کیونکہ ان کے بھائی محمود بن مسلمہ کو مرحب نے قتل کیا تھا لہٰذا محمد بن مسلمہ کی خواہش پر حضور ﷺ نے انہی کو مرحب کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا اور انہی نے اسے قتل کیا مرحب کے قتل کا کوئی تعلق سیدنا علی سے نہیں یہ چوتھی صدی ہجری کا اختراع ہے'' یہ اعتراض نقل کرنے کے بعد حضرت علامہ کاظمی نے دلائل کے انبار لگا دیے ہیں کہ مرحب کے قاتل حقیقی صرف حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:۔

''میں عرض کروں گا علم حدیث اور سیرت کی روشنی میں حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں دیکھیے امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ نے ''صحیح مسلم'' میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث روایت کی جس کا آخری حصہ حسب ذیل الفاظ میں ہے:۔

وخرج مرحب فقال :

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلهب

فقال علی :

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کرید المنظرہ

اوفیھم بالصاع کیل اسدرہ

قال فضرب رأس مرحب فقتلہ ثم کان الفتح علی یدیہ (صحیح مسلم شریف جلد۳ صفحہ۱۴۴ طبع بیروت) یہودیوں کا سب سے بڑا سردار مرحب رجز یہ اشعار پڑھتا ہوا میدان جنگ میں نکلا ''خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں نہایت مضبوط ہتھیار بند، آزمودہ بہادر پہلوان، جب بھڑکتی ہوئی لڑائیاں سامنے آئیں''۔ حضرت علی نے اس کے مدمقابل ہو کر فرمایا: ''میں وہ علی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، بیابانوں کے خوفناک شیروں کی طرح، میں دشمنوں کو بڑی تیزی اور فراخی کے ساتھ قتل کرتا ہوں سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے مرحب کے سر پر کاری ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا پھر خیبر حضرت علی کے ہاتھ پر فتح ہو گیا'' (صحیح مسلم جلد۳ صفحہ۱۴۴)۔

علامہ ابن کثیر نے فرمایا اس حدیث کو مسلم اور بیہقی نے روایت کیا بیہقی کے الفاظ حسب ذیل ہیں ''قال فضرب مرحب ففلق رأسہ فقتلہ و کان الفتح ''سلمہ بن اکوع نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کو ضرب کاری لگائی اس کا سر پھاڑ کر اسے قتل کر دیا اور خیبر کی جنگ فتح ہو گئی (البدایہ والنہایہ جزء چہارم صفحہ۱۸۸ طبع

مصر) یہی الفاظ مستدرک میں بھی ہیں (المستدرک للحاکم جلد ۳ صفحہ ۳۹ طبع مصر) اسی طرح طبقات محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ میں ہے (طبقات جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ طبع بیروت)

ابن کثیر نے بیہقی کی ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:۔ فبدره علی بضربة الحجر والمغفر وراسه ووقع فی الاضراس واخذ المدینة "حضرت علی نے مرحب کو ضرب لگانے میں جلدی کی اور تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کے پتھر اور لوہے کے خود کو کاٹ کے رکھ دیا تلوار اس کے سر میں پیوست کردی جو اس کی ڈاڑھوں تک پہنچ گئی اور خیبر کے شہر کو فتح کرلیا (البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۷) نیز علامہ ابن کثیر نے امام احمد کی بھی ایک روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں: عن علی (رضی الله عنه) قال لما قتلت مرحب جئت براسه الی رسول الله ﷺ یعنی امام احمد متوفی ۲۴۱ھ نے فرمایا: حضرت علی سے مروی ہے جب میں نے مرحب کو قتل کردیا تو اس کا سر لے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا (البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۸)

طبری میں ہے "فاختلف هو وعلی ضربتین فضربه علی علی هامه حتی عض السیف منها باضراسه وسمع اهل العکر صوت ضربته فما تتاءم آخر الناس مع علی علیه السلام حتی فتح الله له ولهم "مرحب اور حضرت علی نے آپس میں ایک دوسرے پر دو ضربوں کے وار کیے۔ پھر حضرت علی نے اس کی کھوپڑی میں تلوار ماری حتی کہ حضرت علی کی تلوار خارا شگاف نے کھوپڑی سے لیکر اس کی ڈاڑھوں تک مرحب کو چیر کر رکھ دیا لشکر والوں نے حضرت علی کی اس ضرب کی آواز سنی۔ پچھلے لوگ ابھی حضرت علی پر پہنچنے نہ پائے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت علی اور تمام مسلمانوں کیلئے خیبر کو فتح فرما دیا (طبری جلد ۲ جزء ۳ صفحہ ۹۳ طبع بیروت)

اور یہی طبری متوفی ۳۱۰ھ اس کے ساتھ ایک اور روایت لائے ہیں:۔ ''فبدره علی بضربة فقد الحجر والمغفر وراء سه حتى وقع فى الاضراس واخذ المدينة'' مرحب کو ضرب لگانے میں حضرت علی نے جلدی کی تو پتھر اور لوہے کے خود اور اس کے سر کو کاٹ دیا یہاں تک کہ وہ تلوار مرحب کی ڈاڑھوں تک پہنچ گئی حضرت علی نے اسی وقت خیبر کا شہر فتح کر لیا (طبری جلد ۲ جزء ۳ صفحہ ۹۴ طبع بیروت)

پھلواری کی غلط بیانی اور علمی خیانت کی انتہا

حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ ''پھلواروی صاحب کی یہ کتنی بڑی علمی خیانت ہے کہ انہوں نے طبری کی ان دونوں روایتوں کو چھوڑ دیا اور محمد بن مسلمہ کے بارے میں جو ایک روایت طبری نے لکھی اسی کو طبری کا بیان قرار دے دیا اور سارا زور قلم اسی پر لگا دیا کہ ''مرحب کے قاتل صرف حضرت محمد بن مسلمہ ہیں۔ مرحب کے قتل کا کوئی تعلق حضرت سیدنا علی سے نہیں یہ چوتھی صدی ہجری کی اختراع ہے'' حالانکہ وہی امام طبری متوفی ۳۱۰ھ ہیں جن کا سہارا پھلواری صاحب نے لیا وہی حضرت علی کو مرحب کا قاتل ظاہر کرنے کی دو روایتیں اپنی کتاب میں درج فرما رہے ہیں۔

پھر انہوں نے صحیح مسلم کو بھی نظر انداز کر دیا جس کے مولف کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی اور انہوں نے حضرت علی کے مرحب کو قتل کرنے کا واقعہ اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا جسے پھلواروی صاحب چوتھی صدی ہجری کی اختراع قرار دے رہے ہیں۔ فیاللعجب

پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "طبری کے بیان کے مطابق مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اور یہ صحیح بھی ہے" قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے طبری کا کوئی ایسا بیان موجود نہیں اگر طبری کی ایک روایت کو وہ ان کا بیان سمجھتے ہیں تو اس کے خلاف دو روایتوں کو طبری کا ڈبل اور مکرر بیان سمجھنا چاہیے جن کے مطابق حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں میں عرض کروں گا صحیح بھی یہی ہے پھلواروی صاحب نے اپنے دعوی کی صحت کی جو دلیل لکھی ہے وہ قطعاً غلط ہے وہ فرماتے ہیں کہ "کیونکہ ان کے بھائی محمود بن مسلمہ کو مرحب نے قتل کیا تھا لہذا محمد بن مسلمہ کی خواہش پر حضور نے انہی کو مرحب کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا"

محض مرحب تو محمود بن مسلمہ کا قاتل نہیں ان کو قتل کرنے والی پوری جماعت ہے جنہوں نے اپنے ایک قلعہ کی دیوار سے حضرت محمود بن مسلمہ پر چکی کا ایک بھاری پتھر گرایا اور وہ اس سے قتل ہو گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۹۲، البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۴ صفحہ ۱۹۲) اسی لئے کسی نے بھی مرحب کو ان کا قاتل نہیں لکھا بلکہ روایات میں "قتلوا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جو جمع کا صیغہ ہے یعنی یہود کی ایک جماعت نے حضرت محمود بن مسلمہ کو قتل کیا (البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۴ صفحہ ۱۸۹، طبری جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۹۲)

غزوۂ خیبر کے قصہ میں خیبر کے یہودی کنانہ کے متعلق طبری کی ایک روایت ہے:- "ثم دفعه رسول الله الى محمد بن مسلمة فضرب عنقه باخيه محمود بن مسلمة" رسول اللہ ﷺ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حوالے فرما دیا جسے انہوں نے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں قتل کر دیا (طبری جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۹۵ طبع بیروت)

طبری کی اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ محمود بن مسلمہ کا قاتل کنانہ تھا جس سے واضح ہو گیا کہ مرحب کو محمود بن مسلمہ کا قاتل قرار دینا صحیح نہیں ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ یہود کی جس جماعت نے محمود بن مسلمہ پر قلعے کی دیواز سے پتھر گرایا جس سے وہ قتل ہو گئے مرحب بھی اس میں شامل ہو اور اس طرح وہ دونوں بھی محمود بن مسلمہ کے قاتل قرار پائیں کیونکہ کسی کے قتل میں جتنے آدمی شامل ہوں گے وہ سب اس کے قاتل قرار پائیں گے لیکن ان میں سے محض کسی ایک کو قاتل قرار دینا درست نہ ہوگا۔

محمد بن مسلمہ کے مرحب کو قتل کرنے کی جس روایت کا سہارا پھلواروی صاحب نے لیا ہے وہ مرجوح ہے، جمہور محدثین اور علماء سیر کا قول یہی ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضیٰ ہیں وہ اسی کو صحیح کہتے ہیں۔

محمد بن مسلمہ کے مرحب کے قاتل ہونے کا قول ضعیف ہے اسی لئے علماء نے اسے لفظ قیل کے ساتھ بصیغہ تمریض نقل کیا ہے علامہ ابن اثیر نے فرمایا ''قیل انہ ھو الذی قتل مرحب الیھودی والصحیح الذی علیہ اکثر اھل السیر والحدیث ان علی بن ابی طالب قتل مرحب'' (اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۱ طبع ایران)

''یعنی ایک (ضعیف) قول یہ ہے کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا اور صحیح یہی ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی ہیں اکثر اہل سیر وحدیث اسی کے قائل ہیں''

حضرت علی کے مرحب کو قتل کرنے کی حدیث کی شرح میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اصح یہی ہے کہ حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں اور ایک (ضعیف) قول یہ ہے کہ مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الدرر میں محمد بن اسحٰق کا یہ قول نقل کیا کہ مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اسے نقل کرنے کے

بعد ابن عبدالبر نے فرمایا کہ محمد بن اسحٰق کے علاوہ دوسروں کا قول یہ ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضٰی ہیں اور ہمارے نزدیک صحیح بھی یہی ہے پھر اپنی اسناد سے یہی بات انہوں نے سلمہ اور بریدہ سے روایت کی، علامہ نووی فرماتے ہیں: ابن اثیر کا قول یہ ہے کہ جمہور علمائے حدیث اور علمائے سیرت اسی مسلک پر ہیں کہ مرحب کو حضرت علی نے قتل کیا"۔ (نووی شرح مسلم بھامش ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۲۷۳ طبع مصر)

خارجیوں کا سب سے بڑا ھتھیار "حدیث قسطنطنیہ" اور اس کا مبنی برحق تجزیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

قارئین کرام:۔ میری اس تحریر "حدیث قسطنطنیہ اور یزید" کے ساتھ حضرت استاذی المکرم جناب مولانا غلام حسین واصف کنجاہی ثم کیلانی مدفون در قدمین اعلیٰ حضرت پیر کیلانی غوث زمانہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ "سلام بحضور امام عالی مقام و شہیدان کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم" ہے یہ سلام اولیاء کاملین محبت و عقیدت سے سنتے ہیں بلکہ سننے سے پہلے سامعین کو اکثر باوضو ہونے کا حکم فرماتے ہیں درحقیقت واصف صاحب مرحوم فنافی الشیخ تھے اور نعت نبی ﷺ و منقبت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اپنے مرشد کامل کے ذکر مبارک سے ان کی زبان مبارک ہمیشہ تر رہتی تھی اور اشعار پڑھتے ہوئے ان کی مبارک آنکھوں سے آنسو

جاری ہو جاتے تھے جس کے سینے میں بھی نور ایمان ہے انشاء اللہ العزیز یہ سلام جب پڑھے گا تو بارگاہ اہل بیت پاک میں دل وجان سے حاضری کی کیفیات محسوس کرے گا عین ممکن ہے کہ آپ ورق پلٹتے جائیں اور قسمت بدلتی جائے اس کے ساتھ ''حدیث قسطنطفیہ اور یزید لعین'' پر ایک فکر انگیز تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہوں جو کہ ''کردار یزید'' مصنفہ: علامہ مولانا حافظ شفقات احمد کیلانی صاحب کی ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی کتاب ''کردار یزید'' کی تلخیص ہے۔ جو بھی اسے نظر انصاف سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے گا لیکن جس کے دل میں کجی ہے اور وہ قیامت کے روز یزید لعین کے ساتھ ہی اٹھنا چاہتا ہے اس کی شقاوت و بدبختی کا شاید دنیا بھر میں کہیں علاج موجود نہ ہو اور ہمارا مقصد تو صرف تبلیغ دین ہے اور دعوت دینا ہے کہ یزید کے مقابلے پر اس ہستی کا ساتھ دو جو قیامت کے دن جنت کے جوانوں کا سردار ہوگا یہ ناچیز اس کاوش کو حضور غوث الاغیاث قطب الاقطاب، دین و دنیا میں میرے سہارا اعظیم المرتبت ہستی حضور قبلہ وکعبہ حضرت الحاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی مدظلہ فیوضہ العالی اور میرے علوم دینیہ میں اول و آخر استاد و شیخ طریقت بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین حضرت الحاج پیر سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری المعروف چن جی سرکار کے حضور بصد ادب نیاز پیش کرتا ہے جن کی نظر شفقت نے مجھے تصنیف وتالیف ودرس وتدریس کے قابل بنایا آخر پر میں فخر سے کہوں گا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا   تو نے خرید کر آقا مجھے انمول کر دیا

حدیث قسطنطنیہ اور یزید

دین اسلام کیلئے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جو اجتماعی شہادت میدان کربلا میں پیش کی تاریخ میں اس کی مثال نہ ملتی ہے اور نہ آئندہ ملے گی یہ تاریخ اسلام کا ایسا درخشاں باب ہے جس کی تنویر سے جذبہ شہادت کا نور سینوں میں ہمیشہ موجزن رہے گا لیکن مخبر صادق امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان اقدس کے مطابق کچھ فتنے پیدا ہوتے رہیں گے جو قطعی اور اجتماعی مسائل اور پوری امت کے نزدیک طے شدہ چیزوں کے برعکس نت نئی اختراع کر کے دین وایمان میں خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

انہی فتنوں میں ''حسینیت'' کے مقابلے میں ''یزیدیت'' ایک فتنہ ہے جو حدیث قسطنطنیہ کا سہارا لے کر آئے روز اپنی نئی تحقیق پیش کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے نزدیک یزید کے متعلق صحیح ترین اور معتبر ترین تحقیق وہی ہے جو نواسہ رسول اور سردار جوانان جنت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کے مطابق انہوں نے یزید کو فاسق وفاجر، زانی، شرابی حلال وحرام کی حدود کو پھلانگنے والا اور جہنمی قرار دے کر اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور وقت کے ہر جبر، لالچ اور مصلحت کو ٹھکرا کر یزید کے متعلق اپنی اس تحقیق پر اس قدر استقامت کا مظاہرہ کیا کہ اپنی اور اپنے اہل خاندان واقرباء کی بہتر (۷۲) جانوں کی اجتماعی شہادت بھی قبول کر لی اسی لئے آج دنیا کے گوشے گوشے میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک گونج رہا ہے اور یزید ویزیدیت پر مسلسل لعنت برس رہی

ہے اور برستی رہے گی۔

فن اسماء الرجال اور حدیث کے مسلمہ روایت اور درایت کے اصول کے مطابق پہلے تو حدیثِ قسطنطنیہ ہی محل نظر ہے آیئے پہلے محدثین عظام کے اصول کے مطابق اس کی حیثیت کا تعین کرلیں (صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۱۰) پر یہ حدیث کچھ اس طرح مذکور ہے

''حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگئی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا میں اس لشکر میں شامل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں، تو ان میں سے ہے پھر حضور پرنور ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بھی اس لشکر میں شامل ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں''

بخاری شریف میں دیگر مقامات پر جہاں کہیں بھی ام حرام کی دوغزوات والی روایات مذکور ہیں وہ درحقیقت بخاری (جلد ۱ صفحہ ۴۱۰) والی درج بالا روایت کی ہی وضاحت وصراحت ہیں چنانچہ بخاری شریف میں یہی دوغزوات والی روایت صفحہ ۳۹۲، ۴۰۳، ۴۰۵ پر بروایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سندوں سے مروی ہے بلکہ مزید تحقیق یہ ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی یہی دوغزوات کی پیشین گوئی والی روایت مسلم شریف (جلد ۲ صفحہ ۱۴۱) پر چار سندوں سے

،ابوداؤد جلد اول صفحہ ۳۳۷ پر تین مختلف سندوں سے،نسائی جلد دوم صفحہ ۵۵ پر دو مختلف سندوں سے،ترمذی جلد اول صفحہ ۱۹۸ اور ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹ پر ایک سند سے روایت ہے ان سب کتب صحاح میں یہ واقعہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے لیکن ان تمام مقامات پر پہلی مرتبہ کے بحری لشکر کا ذکر اور ان کے لئے جنت واجب ہونے کا تذکرہ تو ضرور موجود ہے لیکن دوسری مرتبہ والے لشکر کیلئے قیصر روم کے دارالحکومت قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کا ذکر موجود نہیں بلکہ دوسرے لشکر کی کیفیت کے متعلق ہر روایت میں آپ ﷺ نے جواباً یہی ارشاد فرمایا۔فاجابھا مثل جوابھا الاول اور فقال مثل مقالتہ (ترجمہ) آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی وہی پہلے والا جواب دھرایا یا پہلے والی بات ہی دھرائی جو کہ آپ ﷺ پہلے ارشاد فرما چکے تھے درج بالا تمام کتب صحاح بشمول بخاری میں حضور پرُنور ﷺ کے یہ الفاظ مبارکہ وضاحت کررہے ہیں کہ چونکہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا لہٰذا دوسری مرتبہ پہلے کی مثل جواب دے کر دوسری مرتبہ بھی آپ ﷺ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا اس طرح اپنے متن میں یہ قسطنطنیہ والی روایت مضطرب ہے۔بلکہ یہ اضطراب خود امام بخاری کی اپنی صحیح میں درج کردہ دوسری حدیث مبارکہ سے مضبوط تر ہوگیا یہاں حضرت سیدنا امام بخاریؒ نے آگے چل کر بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۹ پر خود تسلیم فرمالیا کہ حضور پرُنور ﷺ کا ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بشارتیں دینا دو مختلف بحری لشکروں کے متعلق ہی تھا تو قسطنطنیہ پر حملہ جو کہ زمینی حملہ ہے ویسے ہی خارج از بحث ہے اور یزید لعین کو اسمیں شامل کرنے کا سارا منصوبہ ویسے ہی خاک میں مل جاتا ہے۔بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۹ ملاحظہ کریں

ترجمہ: ''حضور ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرمارہے تھے پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کررہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے آپ ﷺ نے دعا فرمائی پھر آپ ﷺ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کررہے تھے اور دریا کے درمیان اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان سے کردے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم پہلے لشکر والوں میں سے ہو''

امام بخاری کی دو غزوات کی پیشین گوئی اور بشارت میں یہ حدیث مبارکہ صحیح اور صریح ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت وصراحت بھی موجود ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ دونوں لشکر بحری ہوں گے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے لشکر میں ہوں گی اور دوسرے میں نہ ہوں گی اس حدیث کے مقابلے میں حدیثِ قسطنطنیہ یعنی جس میں دوسرے زمینی لشکر قیصر روم کے دارالخلافہ قسطنطنیہ پر حملے کا ذکر ہے یہ مضطرب، شاذ اور مدرج ہے اور اہل بیتِ نبوت کے بغض سے بھرے ہوئے دمشقی اور

شامی راویوں سے مروی ہے لہٰذا کیسے قابل التفات ہو سکتی ہے؟

مزید یہ کہ محدثین نے حدیث قسطنطنیہ کو شاذ فرمایا ہے کیونکہ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں بلکہ ان کے مقابلے میں کمتر دمشقی راویوں سے مروی ہے شارح بخاری حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روایتیں مذکور ہیں ان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے" (فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۶۳ طبع بیروت)

لہٰذا مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بخاری کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث متواتر و محفوظ ہے بمقابلہ حدیث قسطنطنیہ کہ۔ لہٰذا ہم کہیں گے کہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲۹ کی درج کردہ صریح حدیث کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے؟

حدیث قسطنطنیہ کے رواۃ کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے تمام راوی شامی اور دمشقی ہیں (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۷۷) شامیوں کے دل میں اہل بیت نبوت سے عناد اور نبی امیہ کی خوشامد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں انہی شامیوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو امیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین صفحہ ۱۱۱) پھر دمشق یزیدیوں کا پایہ سلطنت بھی رہا نتیجتاً وہاں کے لوگ ان کے زیر اثر رہے۔

اس حدیث کے پانچ راویوں میں پہلا راوی اسحاق بن یزید دمشقی ہے جو امام عسقلانی اور علامہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہے اور بقول ابن عدی اس کی تمام روایات غیر محفوظ ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

دوسرا اور تیسرا راوی یحیٰ بن حمزہ دمشقی اور ثور بن یزید حمصی ہے یہ دونوں قدری ہیں علامہ عسقلانی اور علامہ ذہبی کے نزدیک دنیا کا کوئی شخص ان کے قدری ہونے میں شک نہیں کرتا (تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ۳۴، میزان الاعتدال نمبر۱ صفحہ ۳۷۴) اور قدری تقدیر کے منکر ہیں ان کا یہ عقیدہ کفریہ ہے اور فرمان رسول ﷺ کے مطابق دین میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

چوتھا راوی خالد بن معدان حمصی ہے علامہ عسقلانی فرماتے ہیں یہ اکثر مرسل روایتیں بیان کرتا ہے (تقریب التہذیب صفحہ۹۰)

اس روایت کا پانچواں راوی عمیر بن اسود عنسی ہے جس کے باپ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

رواۃ حدیث پر ہی حدیث کا دار و مدار صحت و ضعف ہوتا ہے حدیث قسطنطنیہ کے رواۃ کی یہ تفصیل پڑھ کر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ دمشقی یزید پرستوں اور قدریوں سے حدیث میں قطع و برید کرنا بعید از عقل ہے اور نہ بعید از واقعہ ہے اور اگر ایسا ہے جیسا کہ خود امام بخاری کے اضطراب اور محدثین کی تحقیق نے بھی ثابت کر دیا ہے تو پھر یہ حدیث مدرج بھی ہے مزید یہ کہ جب حدیث قسطنطنیہ کے راوی ہی یزیدی، قدری اور سخت مجروح و ملعون ثابت ہو گئے تو اب یہ روایت صرف مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں رہی بلکہ شاذ، مردود اور منکر بھی ہے کیونکہ ابن الصلاح اور ملا علی قاری نے امام شافعی کا فرمان نقل کیا ہے کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں (جیسا کہ یہاں ہے) تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی۔

بالفرض والمحال اگر حدیث قسطنطنیہ کو آنکھیں بند کر کے بھی قبول کرلیا جائے تو حدیث قسطنطنیہ کے مطابق پہلے بحری لشکر کیلئے جنت واجب ہونے کی بشارت سنائی گئی جس میں راویہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی خوشخبری دی گئی کہ وہ بھی اس میں شامل ہوں گی دوسری مرتبہ فرمایا اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لھم (ترجمہ) کہ میری امت میں سے جو سب سے پہلا لشکر قیصر روم کے دارالخلافہ (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور یہ تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے فرمودہ الفاظ اول جیش من امتی کا مصداق یزید ہو ہی نہیں سکتا یہ نکتہ بطور خاص یاد رکھنے کے قابل ہے کیونکہ یہ بشارت صرف جیش اول کے ساتھ مشروط اور مخصوص ہے اور قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکروں کیلئے یہ بشارت نہیں ہوسکتی۔

اب تاریخ کی ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرپرستی اور قیادت میں کیا گیا یہی وہ مبارک لشکر ہے جو جیش اول ہے یزید لعین ۲۷ ہجری میں پیدا ہوا 32 ہجری میں اس کی عمر پانچ سال تھی اور اس لشکر میں اس کے شامل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یزید لعین تو ۴۹ یا ۵۰ ہجری والے حملہ آور لشکر میں شامل ہوا یہ تاریخ کا وہ مشہور و معروف واقعہ ہے جس کے بیشمار شواہد حدیث اور تاریخ کی اہم ترین اور مقبول ترین کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کا حوالہ درج ذیل ہے۔

۱۔ مورخ ابی یعقوب تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ طبع بیروت میں رقمطراز ہے

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں قسطنطنیہ پر حملہ کیلئے لشکر بھیجا جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا''

2۔ مورخ ابن اثیر تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ۳۲ ہجری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اس معرکہ میں آپ کی بیوی عاتکہ بھی آپ کے ہمراہ تھی''

3۔ مورخ اسلام، علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۱۵ پر رقم فرماتے ہیں ۔''۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم میں لڑائی لڑی یہاں تک کہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے''

4۔ علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۹ پر اسی حملے کا ذکر کیا ہے۔

5۔ عصر حاضر کے عظیم، معروف، محقق، مورخ شاہ معین الدین ندوی تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۲۵۷ پر رقمطراز ہیں:

''ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور لڑائیاں بھی لڑی گئیں اور فتوحات حاصل ہوئیں نیز ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا'' اختصار کے پیش نظر پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات درج کر دیئے ہیں یہ جیش اولیٰ ہے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا صرف اور صرف یہی وہ مبارک لشکر ہو سکتا ہے جو حدیث قسطنطنیہ میں شرط اولیت پوری کرتا ہے اور یہ بشارت خاص پہلے لشکر کیلئے ہی ہے پھر علامہ ابن خلدون نے ۴۳ ہجری میں بھی ایک اسلامی لشکر کے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کا ذکر کیا پھر ۵۰ ہجری میں حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر کمان امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر روم کی طرف روانہ کیا

اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا لیکن وہ حیلے بہانے بنا کر بیٹھا رہا پھر اس کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زجراً "وجبراً" لشکر میں بھیجنا تاریخ کامل ابن اثیر اردو جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۹۷ پر تاریخ ابن خلدون اردو جلد نمبر ۳ صفحہ ۸۷ پر، مروج الذہب جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۲ پر، شہید کربلا اور یزید" از قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند صفحہ ۱۸۴ پر وضاحت سے درج ہے الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲ پر اور شارح بخاری علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۱۹۸ پر نہایت صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ "یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور آپ کے زیر کمان تھے اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اس کی ماتحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی جبکہ اس کا کردار زبان زد خاص وعوام تھا"

آخر پر ایک اور بات کی وضاحت ہو جائے کہ یزید لعین جس لشکر میں شامل ہوا اور زجراً "وکرہاً" شامل ہوا۔ اس لشکر نے صرف حملہ کیا تھا قسطنطنیہ فتح نہ کیا تھا اگر بشارت نبوی ﷺ کا رخ فتح قسطنطنیہ کے حوالے سے ہو تو علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے صراحتاً لکھا ہے کہ "مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے فتح کرنے کیلئے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی نمبر ۳ صفحہ ۱۴۹۹)

یاد رہے کہ سلطان محمد فاتح اپنے پیر و مرشد کو دعا کے لئے عرض کر کے ۲۰ مئی ۸۵۷ ہجری کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیر و مرشد نے اس وقت تک سجدے

سے سر نہیں اٹھایا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اکبر شاہ نجیب آبادی نے تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۵۲۸ پر لکھا ہے کہ اس طرح سلطان محمد خان ثانی سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام بحضور امام عالی مقام و شہیدان کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنھم

از قلم: حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مدفون در قدمین اعلیٰ حضرت تاجدار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

گھر میں مولودِ کعبہ کے پیدا ہوا — جس پہ اللہ کا محبوب شیدا ہوا
ن بنتِ نبی سے ہویدا ہوا — اس حبیبِ پیغمبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

س کا گہوارہ آغوشِ بنتِ نبی — جس کا والد ہے اسد اللہ مولا علی!
س کی اماں نبوت کے دل کی کلی — اس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

صطفیٰ کی دعاؤں کا پالا ہوا — جس سے اسلام کا بول بالا ہوا
س سے ظلمت کدوں میں اجالا ہوا — اس رخِ مہرِ انور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کی ہر آرزو، مدعائے رضا — جس کی حدِ عمل، انتہائے رضا
جس کی ہستی وجود و بقائے رضا — اس کی ہستی برتر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا دل مطلع آفتابِ رضا — جس کا سینہ تھا اُمُّ الکتابِ رضا
جو رضا جُو تھا، خود انتخابِ رضا — اس رضا کار داور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا ہر ایک انداز نازِ رضا — جس کا ہر سانس محوِ نمازِ رضا
جس کا ہر سجدہ وقفِ نیازِ رضا — اس نیاز آفریں سر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہر عمل جس کا تفسیر صبر و رضا — ہر ادا شرحِ تقدیر و صبر و رضا
جس کا پیکر تھا تصویرِ صبر و رضا — اسکی روح اس کے پیکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کربلا کا وہ سالارِ صبر و رضا — جس کا کردار، کردارِ صبر و رضا
جس کا ہر کار شاہ کارِ صبر و رضا — ایسے شاہکارِ داور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کو تھا مژدۂ شرفیابِ جناں ‏ ‏ ‏ ‏ جو ہے جنت میں بھی انتخابِ جناں
جو ہے سردارِ اہلِ شبابِ جناں ‏ ‏ ‏ ‏ اس کے ہر شرفِ اظہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

دعوتیں دے کے جس کو بلایا گیا ‏ ‏ ‏ ‏ بے گناہ ہر ستم جس پہ ڈھایا گیا
جس کے اصغر کو بسمل بنایا گیا ‏ ‏ ‏ ‏ اس کے ننھے سے اصغر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مہر بر اوجِ نصف النہار آ گیا ‏ ‏ ‏ ‏ دیکھنا کون وہ شہسوار آ گیا
وہ کرار بن شیرِ کرار آ گیا ‏ ‏ ‏ ‏ اس کرارِ مکرر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہاتھ میں خونچکاں ذوالفقارِ علی ‏ ‏ ‏ ‏ آ گیا وارثِ نامدارِ علی!
زورِ بازو پہ اندازِ کارِ علی ‏ ‏ ‏ ‏ زورِ بازوئے صفدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

لو اکیلا وہ میدان میں ڈٹ گیا ‏ ‏ ‏ ‏ خون سے جسم ہے سر تا پا اٹ گیا
سر جھکا اس کا سجدہ میں اور کٹ گیا ‏ ‏ ‏ ‏ اس کے سر، سجدۂ سر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تاجدارِ شہادت کا وہ ابنِ عم جس پہ کوفہ کی گلیوں میں ٹوٹا ستم
نازاں جس کی شجاعت پہ عرب و عجم اس شجاع و دلاور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جاں نثار برادر ، وہ جانِ وفا جس کا خوں سرخیٔ داستانِ وفا
جس کے بیٹوں کے لاشے نشانِ وفا اس کے شایاں مقدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ساقیٔ کربلا نامدارِ علم جس کے بازو بریدہ حصارِ علم
قدِ شاہ ، قدِ کوہ وقارِ علم قدِ شاہ قد آور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

قاسمِ نامور ، ضیغمِ کربلا جس کی ہیبت سے لرزاں تھے اہلِ جفا
سر پہ تاجِ شہادت، عدو زیرِ پا تاجِ فرقِ غضنفرؓ پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کی اٹھتی جوانی تھی وہ خوبرو جس کی تلوار کا وار مرگِ عدو
جو شہادت کے خوں سے ہوا سرخ رو اس جواں سال اکبرؓ پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زینبِ خستہ جاں بنتِ شیرِ خدا　　کیئے بھائی پہ ٹکڑے جگر کے فدا
اسکے ایثار پر صبر پر مرحبا　　اسکی اولادِ اطہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی نواسی وہ پردہ نشیں　　عظمتیں جسکی عظمت کی ہیں خوشہ چیں
رفعتیں جس کے در پہ ہیں سجدہ گزیں　　اسکے اس رفیع در پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

خاندانِ نبوت کے خورد و کلاں　　کربلا کے شہیدوں کے پسماندگان
جن کی عظمت کا انمٹ ہے ہر اک نشاں　　انکی عظمت کے مظہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کس قدر درد انگیز منظر ہے یاں　　کس کا سر ہے وہ بر اوجِ نوکِ سناں
نوکِ نیزہ پہ بھی جو ہے قرآن خواں　　اس بدیع الجہاں سر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ناتواں سا وہ بیمارِ آلِ نبی　　ہے کھلا جس سے گلزارِ آلِ نبی
جو ہے مہرِ پر انوارِ آلِ نبی　　اس جہاں تابِ نیر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جو تھیں پردوں میں مستور شہزادیاں ننگے سر ہیں وہ محصور شہزادیاں!
یہ وہ قیدی ہیں مجبور شہزادیاں ان اسیرانِ بے پر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہے فرشتوں کو اِن کے حیا کا ادب ان کے پردہ کا پردہ سرا کا ادب
ہے ادب جنکا خود مصطفیٰ کا ادب ان کی حرمت کے مصدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

یہ مسافر یہ قیدی غریب الوطن اہل بیتِ علی و حسین و حسن
جن سے ہر ذرہءِ خاک لعلِ یمن ان کے ہر لعل، گوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کا ہر اک ارمان لوٹا گیا ان کے جینے کا سامان لوٹا گیا
ان کا گلشن ذیشان لوٹا گیا ان کے ہر اک گل تر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اس چمن کی بہاروں کو لوٹا گیا بے بسوں بے سہاروں کو لوٹا گیا
جس کے چینوں قراروں کو لوٹا گیا اس دل صبر پرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کی خوشبو کی پونجی لٹائی گئی — ہر جفا صبر سے آزمائی گئی
جنکی ہر چیز لوٹی جلائی گئی — ان کے لوٹے ہوئے گھر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کے ہر زخم پر مسکرایا گیا — سسکیوں کا تمسخر اڑایا گیا
جنکا ہر حال میں دل دکھایا گیا — انکے ہر فردِ مضطر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کی آہوں پہ پہرے بٹھائے گئے — آب گاہوں پہ پہرے بٹھائے گئے
جنکی راہوں پہ پہرے بٹھائے گئے — اس جہاں بھر کے راہبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس سے سب عہد و پیمان توڑے گئے — منہ ہر اک حجتِ حق سے موڑے گئے
جن کی آنکھوں سے آنسو نچوڑے گئے — ان کے ہر دیدۂ تر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جن سے ہر اشکِ خوں بار چھینا گیا — جن سے ہر درِ شاہوار چھینا گیا
جن کے دامن کا ہر تار چھینا گیا — ان کی عظمت کی چادر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جن پہ تیروں کے بادل برستے رہے بوند پانی کو بچے ترستے رہے
جنکے جینے کے سب بند رستے رہے ان شہیدوں کے لشکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مردِ حرجانِ احرار، فخر سپاہ کربلا جس کی قربانیوں کی گواہ
جس نے لی ظلمتوں سے اجالے کی راہ اسکی قسمت کے اختر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

وہ حبیب جواں مردمِ آفریں خاتمِ کربلا کا انوکھا نگیں
اس کے شرفِ موخر پہ صد آفریں اس شہیدِ موقر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اے چشمِ فلک کبھی دیکھا ہے کیا کوئی شبیرؓ سا اہلِ صبر و رضا
اس کا ضبط، اس کا ایثار راہِ خدا اس کے ہر ایک جوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تو بھی تاریخ انسان بے شک بتا کوئی دنیا میں صابر ہے شبیر سا
جسکی حدِ عمل انتہائے رضا ایسے انسان برتر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تیرے ہر ظلم پر اے یزیدِ لعیں　　ہے گواہ کربلا کی مقدس زمیں
آلِ پاکِ نبی پہ ہزار آفریں　　ان کے ایماں کے جوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کس نے آلِ نبی کا بہایا لہو　　کون تھا وہ ستمگر؟ اگر نہ تھا تو!
تجھ پہ لعنت ہو آلِ نبی کے عدو　　آلِ پاکِ پیمبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زہر تو نے حسنؑ کو دلایا نہ تھا　　ہر ستم اہلِ طیبہ پہ ڈھایا نہ تھا
تجھ کو جس شہر پر رحم آیا نہ تھا　　اس کے ہر بام و ہر در پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیتِ نبی پہ ہزار آفریں　　خاندانِ علی پر ہزار آفریں
اس گھرانے سخی پہ ہزار آفریں　　اس گھرانے کے ہر گھر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کے دامن میں لی جس کسی نے پناہ　　رشک اسکی فقیری پہ کرتے ہیں شاہ
فخر صد تاج انکے گدائی کلاہ　　انکے در کے گداگر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جب تلک تیری باقی ہے عمرِ رواں　　تجھ کو توفیق دے مالکِ دو جہاں
تو رہے بھیجتا واصفِ مدح خواں　　آلِ شبیر و شبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

شاہِ نورالحسن پادشاہِ کرم　　رکھیں تجھ پہ ہمیشہ نگاہِ کرم
تیرا ہادی ہو راہبرِ راہِ کرم　　تیرے ہادی و راہبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جاگ اے عصرِ نو کے مسلماں تو　　رہزنوں کی نگاہوں کو پہچان تو
نہ لٹا اپنا گوہرِ ایمان تو　　تیرے ایماں کے گوہر پہ لاکھوں سلام

مرکزِ اشتیاقِ نگاہِ نبی!! جس کا رُخ مصحف بوسہ وگاہِ نبی
رشکِ صد مہر وماہ حسن ماہِ نبی حسن ماہ منور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زہر سے بھر گئی زندگی کی فضا اس زمانے کے راہزن بنے راہنما
سوچ کچھ تو بھی اے اہلِ فکرِ رسا تیرے ذہنِ مفکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

شانِ آلِ عبا پہ کوئی معترض منصبِ خلفاء پہ کوئی معترض
رتبہ مصطفےٰ پہ کوئی معترض جن کے ادنیٰ ثناگر پہ لاکھوں سلام

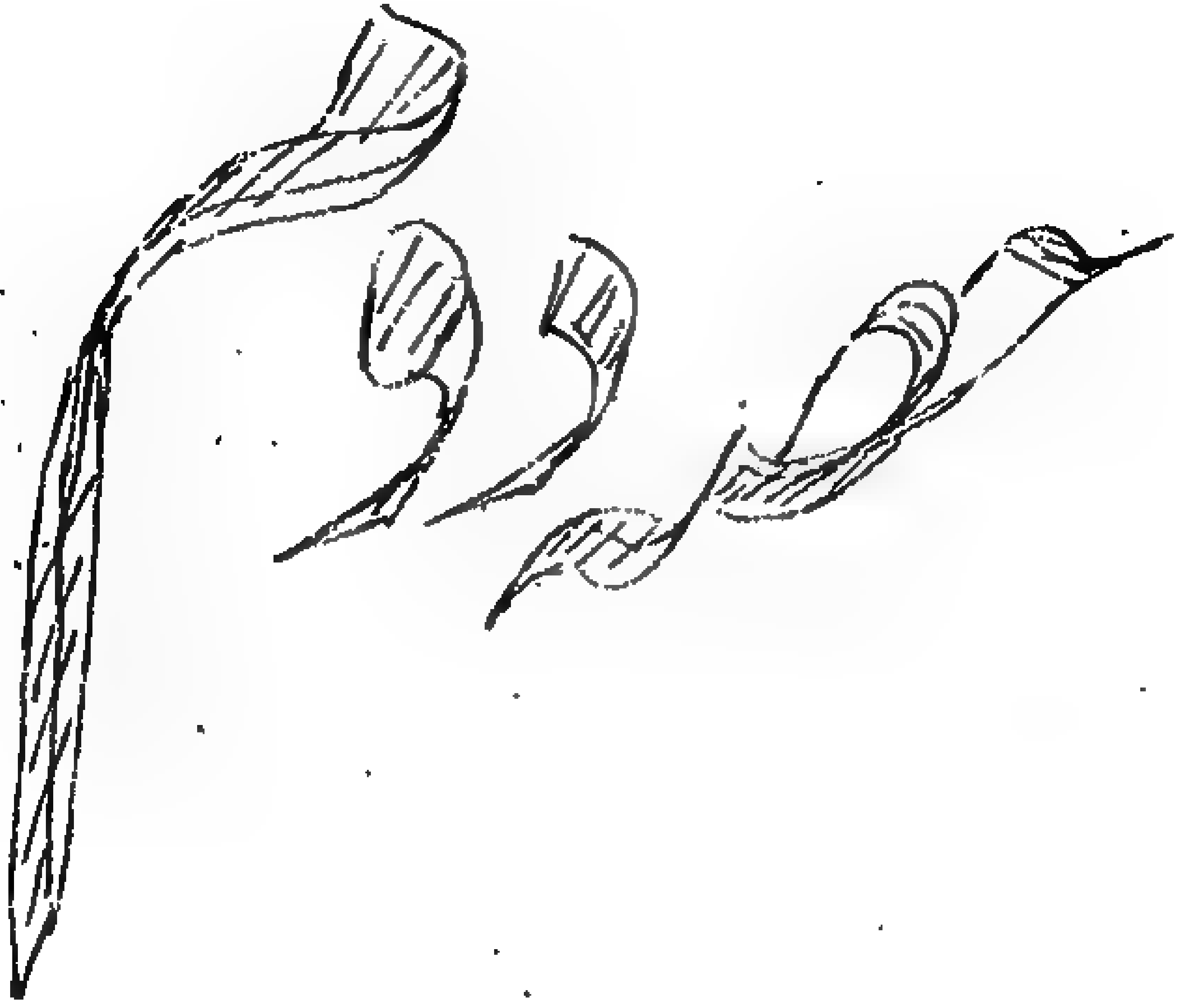
راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جسکو کہتے ہیں روشن خیالی ہے یہ بگڑے ذہنوں کی کج لاابالی ہے یہ
جس کے نظارہ سے آنکھ خالی ہے یہ اس حقیقت کے منظر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ایسے ہر ایک گستاخ غالی سے بچ کج بحثی حقیقت سے خالی سے بچ
کورِ باطن کی روشن خیالی سے بچ تیرے روشن مقدر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے حق میں اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ☆ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ☆ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَ فُرْقَانِہِ الْحَمِیْدِ ☆ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ۲۷؛ع۱۷؛الحدید)☆

مضمون ہٰذا کے اضافے کی ضرورت؟ حضرات! دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے شائع شدہ: تعارفِ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم میں قرآن و حدیث اور اقوالِ ائمہ اہلِ بیت کی روشنی میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف موجود ہے ؛ مناقب سیدنا امیر معاویہ؛ مصنفہ حافظ شفقات احمد صاحب بھی شائع ہو چکی ہے مزید یہ کہ حق کے متلاشی حضرات کے لئے دو ضخیم جلدوں میں ؛ دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ؛ مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم آف بلال گنج لاہور میں اتنا علمی اور تحقیقی مواد موجود ہے کہ جو ان کتب کو صدقِ دل سے پڑھے گا۔ بفضلہٖ تعالیٰ دولتِ ایمان سے محروم نہیں رہے گا اور کبھی بھی رفض و شیعیت میں گرفتار نہیں ہو گا کیونکہ رفض و شیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ آپ کاتبِ وحی، صحابی رسول اور کرہدایت بہ فرمانِ مصطفیٰ کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جناب سیدین کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما. سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تادمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی، اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قبلۂ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردۂ آغوشِ ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاءاللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔

ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ ضمناً ابنا، چار بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بھی تفصیل سے ۳۲ معتبر ترین کتب شیعہ سے بیان کر دیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ

صحابیت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا ہوا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ اللعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجودِ پُر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پُر نور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:-

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ

فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمامِ عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ۔ اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا
قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ☆ (سورہ نساء)

ترجمہ:۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔ (القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں:۔ حیرت ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نصِ قطعی کے باوجود اہلِ شیعہ کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہوتی؟ ؟ کیا پیارا اعلانِ قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملات کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو نمٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر آیا ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر سے مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں۔ پس پتہ چلا:۔

(۱) یہ کہ جو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو ان کو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو اور ذاتی

فیصلے ہیں جوان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المومنین، حضور ﷺ کے سسرال حضور ﷺ کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آلِ پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت امِ حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک ﷺ کے سالے ہیں۔ کاتبِ وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہلِ شیعہ کے علما و عوام اور اصحابِ دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات بہانگِ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلسِ نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہو جائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُهَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں! حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لختِ جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہات المومنین سے حضور پُر نور نبی کریم ﷺ نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

اور سنو! جب نبی پاک ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ اور دیگر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اپنے نکاح مبارک میں قبول فرمالیا تو اللہ کریم نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اہلِ اسلام کو فرمایا۔

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (القرآن)

ترجمہ:۔ میرے نبی کی بیویاں اے مومنو! تمہاری مائیں ہیں۔

برخوردار خبردار! کچھ کہنے سے پہلے اب ہزار بار سوچنا! کہ حضور سیدہ عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تمہاری مائیں ہیں روزانہ قرآن کی تلاوت کرو گے تو نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں روزانہ پڑھنا پڑے گا اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۔کہ نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ کیا ماں کا بے ادب جنت میں جا سکتا ہے؟ پھر سوچیں کہ دوسروں کے امور میں نبی پاک ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والا سورہ نساء کی درج بالا آیت کی رُو سے کافر ہے اور جو سید عالم ﷺ کا اپنی ذات بابرکات اور وہ بھی نکاح جیسے فیصلے کا منکر ہو اس کے کفر میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے؟

(۳) میرا موضوع تو یہ نہیں لیکن نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیشِ نظر کہتا ہوں کہ جو حضورِ اقدس ﷺ کی اولادِ پاک یعنی آپ کی چار صاحبزادیوں کو چار نہ مانے۔ ان کے نسلِ رسول ہونے کا ہی انکار کرے۔ تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان پھٹ پڑے۔ ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہے ہی نہیں! تو خود سوچ تجھ پہ کیا گزرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (القراٰن)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار صاجزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (احزاب:۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے فرمادیں: اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ اس نصِ قطعی کا انکار کے جو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدِ عالم ﷺ کی باقی تین صاجزادیوں کا انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاجزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک: ذوالنورین: کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے

ہیں؟ اور اس پر شیعہ سنی کتب متفق ہیں۔ جو اپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☆1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے لہٰذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون و محمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال (اہل شیعہ) ج ا ص ۲۱۷) حضرت سیدہ زینب بنتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہوسکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جا ملتے ہیں۔

☆2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلافِ مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہلِ اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں میں سے حضرت علی نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معرکہ کربلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلا تعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنتِ علی رضی اللہ عنہ پوری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آمدم برسر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندانِ قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام شادیاں خاندانِ قریش میں ہو سکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ

ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہو سکتیں؟

☆3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاحبزادیاں مباہلہ مین کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج ا ص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ ھجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۸،۷ ھجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ھجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ ھجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہٰذا دیگر صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کر دیا کہ فرمایا اَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہو اسے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی کسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلبی

چار بیٹیاں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کر سکیں۔ جہاں تک ممکن ہوسکا محولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کر دے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

ملاحظہ ہوں چار بناتِ رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام :-

سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِیْ۔ اس امام زمان و امام غائب کا فرمان: جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کَافٌ لِشِیْعَتِنَا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری ۔

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جا رہے ہیں :-

3۔ تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

4۔ الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز

5۔ تلخیص الشافی جلد ۴ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید

6۔ المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح

7۔ قرب الاسناد تصنیف ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری

8۔ خصال شیخ صدوق ابواب السبعہ جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)

9۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۶۷ ا باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

10۔ حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲۷، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۱۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

11۔ مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی

12۔ کتاب الشافی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضی علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریفِ قرآن کے سلسلہ میں اہلِ شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضی کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)

13۔ مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عاملی متوفی ۹۶۴ ہجری۔

14۔ تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

مامقانی متوفی ۱۳۲۳ہجری

15۔ ناسخ التواریخ (جلداول ص۱۶۴، وقائع سال دوئم ہجری، ج اول ص ۶۶۹ ، ج ۳ ص ۱۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متوفی ۱۲۹۷ہجری

16۔ مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ)

17۔ نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام وشرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو الحسن شریف محمد رضی متوفی ۴۰۴ہجری

18۔ مجالس المومنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نوراللہ شوستری متوفی ۱۰۱۹ہجری

19۔ انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ الجزائری

20۔ اعلام الوراء تصنیف علامہ طبرسی بحوالہ اعیان الشیعہ

21۔ ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی.

22۔ منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج واولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی

23۔ تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنو تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24۔ تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابوعلی فضل بن حسن طبرسی

25۔ تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26۔ ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابوالحامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن حدید متوفی ۶۵۶ہجری

27۔ فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی
المعروف فیض الاسلام

28۔ چہاردہ معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران تصنیف عماد الدین حسین
اصفہانی

29۔ اعیان الشیعہ ج سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30۔ منتہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی
۱۳۵۹ ہجری

31۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶
ہجری

32۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین
مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

33۔ مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب
متوفی ۵۸۸ ہجری

1۔ اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ
سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ

وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:۔اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران حالات ازواج و اولاد پیغمبر کے ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا لہٰذا

عثمان راذوالنورین میگویند" یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چهار نفر بودندوهمه از خدیجه بو جود آمدند (خیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منتہی الامال و مروج الذہب

درقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب.

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد طاہر و قاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (ا۔ منتہی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران ۲، مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملا باقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو اپنے نبی کے فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے ہیں۔

"وخدیجہ او را خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از و بہم رسید"

ترجمہ۔ اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

(حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 درقرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:۔قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرأۃ العقول نے ج۱ ص۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے" المناقب سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَهٰذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَّ خَالَةً وَّخَالُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِبْرَاهِيْمُ وَخَالَتُهٗ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ۔

(ذبح عظیم صفحہ ۲۴، مصنفہ سید اولاد

حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید)

ترجمہ:۔ اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

9 وَإِنَّمَا وَلَدَتْ لَهُ اِبْنَانِ وَارْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُومٍ وَّفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اوّل ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پرنور نبی کریم ﷺ سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدِ الْتَزَمْنَا اَنْ لَّا نَذْكُرَ فِيْهِ اِلَّا مَا اَخَذْنَاهُ عَنْ اَرْبَابِ الْعِصْمَةِ الطَّاهِرِيْنَ اَوْ مَا صَحَّ

عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاقِلِيْنَ۔

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

۵۱: رَوَى الصَّدُوْقُ فِي الْخِصَالِ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خُدَيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ۔ ۱۱

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲) ۱۸

ترجمہ:۔ شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت امام ابو عبداللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبداللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

11 اہل شیعہ کے ائمہ جرح وتعدیل نے حضور اقدس ﷺ کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح وتعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی پچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دیے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ کُتُبَ الْفَرِیْقَیْنِ مَشْحُوْنَۃٌ بِاَنَّھَا وُلِدَاتَ لِلنَّبِیِّ (ص) اَرْبَعَ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَۃُ وَرُقَیَّۃُ

(تنقیح المقال جلد سوم صفحہ ۷۷ باب الحاء)

ترجمہ۔ شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

کے نام زینب۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں

(تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۷۷ باب الحا)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بناتِ رسول چار ہونے پر اجماع فریقین درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا ﷺ مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ مفیدؒ اور شیخ مرتضیٰؒ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے دلائل سے حضور سید عالم ﷺ کی چار حقیقی صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان میں سے دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ میں سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰؒ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسیؒ نے اس کی شرح ''تلخیص الشافی'' جلد ۴ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم حضور اکرم ﷺ کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

15 وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُومٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ

لَنَ وَّجنَاهَا اِیَّاهُ

(المبسوط جلد چہارم صفحہ ۱۵۸ کتاب النکاح)

ترجمہ حضور علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا۔" یہاں صاف الفاظ ہیں زَوَّجَ بِنتَیہِ کہ حضور اکرم علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہاردہ معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم علیہ وسلم کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۴ او قائع سال دوم ہجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ

"رقیہ دختر رسول خدا بود"

یعنی "رقیہ حضور پر نور علیہ وسلم اللہ کے رسول کی بیٹی تھیں۔"

18 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے۔

"در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند۔" ترجمہ "حضور اکرم علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ہجرت مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں۔"

19 ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ "رقیہ دخترِ رسول مریض بود" کہ "حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں"۔

20 وَلَدَتْ خَدِیْجَةُ لَهٗ ﷺ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّةَ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَه

ترجمہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۶، باب عدد اولاد علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایۂ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:۔

وَفِیْ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَةَ اَرْبَعَ بَنَاتٍ کُلُّهُنَّ اَدْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ وَهُنَّ زَیْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقَیَّةُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَ الطَّبْرَسِیُّ فِیْ اَعْلَامِ الْوَرٰی وَغَیْرُهٗ اِنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانَ بَعْدَ اُخْتِهَا رُقَیَّةَ وَتُوُفِّیَتْ عِنْدَهٗ۔

(اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

"مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ان کے نام یہ ہیں زینب ۔فاطمہ۔رقیہ اور ام کلثوم۔اعلام الوراء وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔"

(اعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

زَوَّجَ اِبْنَتَهٗ عُثْمَانَ وَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبُ بِاَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَلَيْسَا مِنْ بَنِيْ هَاشِمْ

(مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام" جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

ترجمہ:حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد" جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے "اے پیغمبر بگو مر زنان خود را و مر دختران خود را"

ترجمہ: "اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرما دو" (منہج الصادقین جلد ۷ صفحہ ۳۳۲)

24 الحمدللہ! شیعوں کی مشہور کتاب **تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو** جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ ابْنَيْ نَبِيِّكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۱ ص ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

ترجمہ:۔ اے اللہ! قاسم اور طاہر پر رحمت بھیج۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما اے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ:۔ نبی پاک ﷺ ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج اول ص ۲۸۵،۲۴۵ کتاب الجنائز اور تہذیب

الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں

۔امام جعفر صادق نے فرمایا

وَاِنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ تُوُفِّیَتْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِیْ نِسَآئِهَا

فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِہَا۔

"فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔"

27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۳۳ میں واضح طور پر درج ہے.

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ امْرَأَتُہٗ رُقَیَّۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

(تفسیر مجمع البیان ج ۲ جزو سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ عثمان ابنِ عفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔

28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم را بنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آدرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی "رقیہ بنت رسول اللہ" یعنی "رسول اللہ کی بیٹی رقیہ" کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادیِ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَ کَانَ لَہٗ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ وَ عَبْدُ اللّٰہِ

الاَصغرُ اُمُّهمَا رُقیّۃُ بنتُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ

ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے "عبداللہ اکبر" اور "عبداللہ اصغر" رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذہب للمسعودی ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے "ذوالنورین" لقب کی حقیقت کو یوں تسلیم کیا:

قَالَ شَیخُنَا اَبُوعُثمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الاِبنَتَانِ تَحتَ عُثمَانَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ.. زَوَّجتُہٗ اِبنَتَینِ وَلَواَنَّ عِندِی ثَالِثَۃً لَفَعَلتُ ثُمَّ قَالَ وَلِذَالِکَ سُمِّیَ ذُوالنُّورَینِ۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید جلد ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

ترجمہ: "ہمارے شیخ ابوعثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم ﷺ کی دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔۔۔ "میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا، راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو "ذوالنورین" یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں"

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہلِ شیعہ کے اہلِ علم کے سرتاج علامہ ابنِ شہر آشوب نے کتاب مناقب آلِ ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی ان الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلقِ کثیر نے روایت کیا ہے''

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ کو سامنے رکھتے ہوئے، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خلقِ کثیر کی متواتر اور متوارث حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے اُن کے ماننے والے اہلِ شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنالیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَهِيَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ۔

نبی ﷺ کے حضرت خدیجہ سے دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب وطاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(مناقب آلِ ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ فصل فی اقربائہٖ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نوراللہ شوستری رقم طراز ہے ''اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد

ترجمہ:۔ اگر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے عقد میں دی تو حضرت علی نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المومنین ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتبِ شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطورِ تعلّی کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر سیدِ عالم ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدۂ حقہ کا اقرار کر لے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعتِ حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارفِ حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور صحابیٔ رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذہب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورۂ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا اہلِ مکہ میں سے ایک سے ایک بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے لئے اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو ان کو جلوۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آ گیا۔ اسی پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہؓ کی والدہ

حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجۂ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور راز دار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ ,,میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو گا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضور سیدِ عالم ﷺ کے نکاحِ مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے ملموں ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز و منفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبین وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو براہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان و دیانت کو شک و شبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوۂ حنین میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سامالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابنِ عساکر ج ۲۴ ص ۴۰۳)

اہلِ شیعہ کی شہرۂ آفاق کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابو سفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴۷) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی موج بن کر ابھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنا دیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت وہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیتُ المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ

صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوتِ قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا بر انگیختہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفۂ اسلام منتخب کیا جائے تاکہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے اور پھر اس طرح بعد میں قصاصِ عثمانؓ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات:۔

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لہٰذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہلِ شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلافِ دین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیر معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتبِ شیعہ:۔

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۴۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے:

عَنْ جَعفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ حَرْبِهٖ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اِنَّا عَلَی الْحَقِّ وَ رَاَوْ اَنَّهُمْ عَلٰی حَقٍّ۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔:

وضاحت:۔ یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس

کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہٰذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کر ڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسرِ حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

حضور مجدد پاک، قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کا فرمان:۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے" "میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔"

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

پھر فرماتے ہیں ,, بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پُر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہو گئی۔ لہٰذا جناب علی المرتضی کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

نہج البلاغہ سے حوالہ ''جنگِ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکمِ عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالکِ اسلامیہ کو جاری کیا''

اہلِ شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگِ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالتِ امن قائم ہو گئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علم لدنی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہِ بصیرت آنے والے وقت

کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ "نام نہاد محبانِ علی" اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے خبثِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہلِ بیت سے جنگ کرنے والا گروہِ صحابہ کس طرح مسلمان ہو سکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات و خرافات کی بنیاد ہی ختم کر دی نیز اس حکم نامے میں حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہِ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطاءِ اجتہادی پر رکھی اور خطاءِ نفسانی پر نہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقُصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَهْلِ صِفِّيْنَ وَ كَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّ نَبِيَّنَا وَاحِدٌ، دَعْوَتُنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا، الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بُرَآءٌ۔

ترجمہ:۔ اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ جس میں جنگِ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔ آپ نے لکھا کہ:۔ ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم و لڑائی اہلِ شام کے ساتھ ہوئی۔ تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوتِ

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت وزیادتی کے طلبگار ہیں ۔ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے؛(نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت؛ نیرنگِ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالمِ اسلام کے کونے کونے میں پہنچا ہوا ور تو اور خود ،کتبِ شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے۔ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ میرے اور میرے مخالف گروہِ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ان کے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہؓ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ وتصدیق ودعوتِ اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفسِ ایمان وتصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں۔نفسِ ایمان وتصدیق میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں۔ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل ومراتب اور اعمالِ صالحہ کی رو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل واعلیٰ ہیں اور اس پر اجماع امت ہے۔جس طرح فضیلتِ مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے۔ اسی طرح

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل وصفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا "صحابی" ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل وصفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اوران کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اوران کی تصدیق وایمان باللہ وایمان بالرسول کو اپنی تصدیق وایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتبِ شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تا دمِ آخر بیس سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے

آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت وآبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب واحترام نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں. اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

کرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہلِ شیعہ:۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ وَفِیْ خَبَرٍ آخَرٍ مَنْ سَبَّ صَحَابِیْ فَاجْلِدُوْهُ۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۳، مطبوعہ نجفِ اشرف)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۳)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و عام کو ضرور سنانا چاہئے یا اللہ قرآن و سنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا فرما!

مقتولینِ جمل و صفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری عمل ہمیشہ کے لئے ,,فتنہ انکارِ صحابیت,, کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵ اور نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے نام نہاد محبانِ علیؓ اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے

متعلق ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیۓ دفن کر رہے ہیں اور آج کے نام نہاد محبانِ علی جنگِ جمل وصفین کے واقعات دہرا دہرا کر ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو زندہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا آخری عمل مقتولینِ جمل وصفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور ہدایت کا سبب ہے۔ کامل ابنِ اثیر جلد۳ص۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے:۔

وَصَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ وَصَلّٰی عَلٰی قُرَيْشٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ وَهٰـؤُلَاءِ ترجمہ:۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی یعنی دونوں طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے ساتھ دونوں طرف کے قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں! اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اور ان کے شرفِ صحابیت میں۔ جنازہ میں دعاۓ مغفرت ہوتی ہے جو صرف کسی مسلمان کے لیۓ ہی جائز ہے۔ کیا مولا علی کی دعاۓ مغفرت کسی غیر مومن کیلیۓ ہوسکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت وجماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتْلَایَ وَقَتْلٰی مُعَاوِيَةَ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَرِجَالُهٗ وُثِّقُوْا ترجمہ:۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جز۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد جز۹ ص ۳۵۷)

پس شرفِ صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں۔

حضور حضرتِ سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی "الف ثانی" یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں؛ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں

سے ہی ہم تک پہنچا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا و مولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

”اے بھائی! قصاصِ عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگِ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاصِ عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگِ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِيَّاكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اَصْحَابِيْ خبردار! صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔ حضور پرنور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِيْ فَامْسِكُوْا ترجمہ: فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی

اختیار کرو ۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْكَ دِمَآءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا ترجمہ:۔ فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل و صفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہٰذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہیئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہیئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت و ملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سر ٹوپیوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانۂ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب و ملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس

مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم برآمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرمار ہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ (ابن ماجہ) ترجمہ:۔اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے؛۔ یا اللہ! تو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں ۔اور تیرے محبوبِ عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں روزِ قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین!

کتبِ شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعتِ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

عزت و آبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ کسی کی آبرو پر دست درازی جائز نہیں۔ پھر یہ مذہب، اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔ سیدِ عالم ﷺ کی مقدس صحبت جنہیں نصیب ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحدید میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کردیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہلِ شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵،۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطّوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشگاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیتِ الٰہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعتِ حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کرسکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخِ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی

کو معرکۂ کربلا نظر نہ آئے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶۴
مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے
حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے
حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافتِ حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی
۔ یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل
پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف
ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱
ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس
سال بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا
جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ
عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے
تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعتِ
امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت
ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفا دار
غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسنؓ پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر تسلیم کیے

جاتے تھے ۔ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ماننا پڑے گا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضاورغبت بیعت کی تھی ۔اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی ۔اس ضمن میں حضور پُر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سُنی شیعہ کتب دونوں میں فضائلِ امام حسن میں موجوداور ثابت ہے۔اہلِ شیعہ اپنی کتاب کشف الغمہ دیکھیں۔پورا حوالہ عرض ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذْ صَعِدَ اِلَیْہِ الْحَسَنُ فَضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّاِنَّ اللّٰہَ عَلّٰہٗ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَظِیْمَتَیْنِ (کشف الغمہ ج اول ص ۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:۔ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا؛

فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ الفاظ کہ؛ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا؛ ایسے الفاظ ہیں؛ کہ جن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور

مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرۂ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کرنے والا ایسا بدبخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمالیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہیں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کر سکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظ: بیعت: ملاحظہ فرمالیں کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

(۱) مروج الذہب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ میں اَلْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ قَدْ بَایَعَ لِمُعَاوِیَةَ ترجمہ: تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کرلی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشگاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَاَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ وَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ترجمہ:۔ ان
لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت
کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ
بیعت کی۔

(۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبر
نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد محبین کا ذکر کرتے ہوئے لک
دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَيْعَتِهِ ترجمہ:۔ تو کچھ لوگوں
آ کر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؓ کو ملامت کی:۔ ان الفاظ سے
حقیقت بہرحال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعت
امیرِ معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۳ مطبوعہ تہران جدید تذکر
امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے، "بعض ملامت کردند اورا بہ بیعت معاویہ" افسوس
کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحۃً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم
عبدالحسین شیعی نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس
ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہلِ شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک
سلیمان نامی شخص نے آ کر کہا یَا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّا مُتَعَجِّبُوْنَ مِنْ

تعتیکَ لِمُعَاوِیَۃ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ
کی بیعتِ معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں (مقتل ابی مخنف ص ۲،۳
مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ ہجری)
(۶) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۱ طبع تبریز میں
ہمارا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمانِ گرامی ہے قَدْ بَایَعْتُہٗ ترجمہ:۔ "تحقیق
میں ان کی بیعت کر چکا ہوں۔"
قارئین حضرات! حوالہ ۳ تا ۶ بھی خود کتبِ اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال
کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؓ کو بیعتِ معاویہ کرنے پر ملامت
کرنا اور اس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؓ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر
آج تک شیعہ قائم ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ شیعہ کے نزدیک امام معصوم
ہیں اور ان کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ پھر کیوں اہلِ شیعہ بیعتِ امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے
ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما
کی حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتب شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی
گئی ہے۔۔۔۔ آفرین ہے۔ شیرِ خدا کے شیروں پر۔ کہ جن کے گھرانے کے پاک
ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔
صرف پاک اور اہلِ حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سید نا ابوبکر، سید نا عمر فاروق اور سید نا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہلِ حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنکی بیعت کی ان کو حق جان کر ان کی بیعت کی لہٰذا جو بیعتِ علی کے باوجود خلفاءِ راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علیؓ کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہلِ شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ انشاء اللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سرِ دست گذارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کیے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبّ کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعتِ حسنینؓ بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد محبین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

(۷) اِنَّا قَدْ بَایَعْنَا وَ عَاھَدْنَا وَلَا سَبِیْلَ اِلٰی نَقْضِ بَیْعَتِنَا

ترجمہ:۔ ہم تحقیق بیعت کر چکے لہٰذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی

راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطّوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد)

(۸) اب اہلِ شیعہ کے مجتہد اول ابومخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ تو سکتا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں:۔ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَنْقُضَ عَھْدًا عَھِدَہٗ اِلَیْکَ اَخِی الْحَسَنُ ترجمہ:۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، درمقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابیِ رسول، صاحبِ ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت وسلطنت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ کون سی بات ہے جو اہلِ شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آسکی! ہم کہتے ہیں مقتل ابی مخنف

ص۶ ملاحظہ کریں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف وانعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔ کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کہ آیۂ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کرسکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہلِ بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ

محض خوفِ رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عزوجل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہا دیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے

بیعتِ امیر معاویہ کئے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کیسے آیا؟ ظاہر ہے اہلِ سنت وجماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی ،حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سردارانِ جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے اردگرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معززاور جرات منداور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر وباطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے۔ اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلا تمثیل و مثال ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ ,,تقیہ،، کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس ,,تقیہ،، کو آپ جو بھی معنی پہنالیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈرپوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی بُو ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے دو نمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنما داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت و شرافت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ ,,تقیہ،، لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تُو عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْر ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرما دے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت

پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپکے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سیدِ عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سسرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل وصفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابیِ رسول ہونے صاحبِ ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا ط وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ:۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا، بعد میں انفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ؛ اَلْحُسْنٰی ؛ہے لیکن اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر اَلْحُسْنٰی کی تفسیر اَیْ اَلْجَنَّةَ وَالثَّوَابَ فِيْهَا سے ہی کی ہے۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ

آپ صحابی ہیں لہٰذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل وصفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفق علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہلِ شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص۱۸۳ فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے یا پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین! ثم آمین! وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ☆ ﴿بحکم قبلۂ عالم حضرت صاحب﴾ ☆

از قلم:۔

محمد رفیق کیلانی گولڈ میڈلسٹ

(ایم اے عربی، اسلامیات)

خادم حضور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

نوٹ:۔ تیسرے ایڈیشن میں ضمناً مسئلہ بنات رسول علیہ السلام بحکم حضور قبلہ عالم اضافہ کیا گیا تھا۔ اس چوتھے ایڈیشن میں بناتِ رسول کے سلسلہ میں ہی دو پیراگراف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی طباعت کے جملہ اخراجات قبلہ حضرت صاحب آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف نے برداشت کیے ہیں اور فی سبیل اللہ تقسیم عام کی ہے۔ کیلانی

صحابہ اور انکے اختلافات قرآن وحدیث کی روشنی میں

ازقاری خالد محمود نقشبندی خطیب اعظم سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد:۔ حضرات صحابہ کرام نوع انسانی میں سے وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم، شفیع معظم، رحمت للعالمین، سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کی محبت اور اپنے دین کے اعلاء اور ترویج و اشاعت کیلئے منتخب فرمایا ہے اور انہیں اپنے نفوس کے تزکیہ کیلئے کسی ریاضت یا مجاہدہ کی ضرورت بھی نہیں پڑی بلکہ بقول حضرت عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ ''اللہ تعالیٰ کے بارگاہ عالی سے جتنے انوار وتجلیات نبی اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوئے تھے وہ سارے کے سارے آپ کے قلب اقدس (جو کہ ایک آئینہ کی مانند ہے) سے منعکس ہو کر صحابہ پاک کے قلوب پر پڑتے تھے بس انہیں انوار کی بدولت صحابہ کرام کو وہ تزکیہ کی دولت نصیب ہوگئی جو کسی اور کو میسر نہ ہو سکی''۔

صحابہ کرام کے ایمان کامل بلکہ معیارِ ایمان ہونے، ان کی للّٰہیت، خلوص، بے نفسی، باہم رحم ان کی عدالت وثقاہت اور ہر قسم کی نفسانی آلائشوں، کدورتوں اور گندگیوں سے مبرا و مصفیٰ ہونے پر ایمان لانا تبعاً ایمان بالرسالت کا تتمہ اور تکملہ ہے دوسرے لفظوں میں جب تک صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عادل ثقہ، بے نفس، مزکیٰ اور کامل الایمان نہ مانا جائے ایمان بالرسالت ہی معتبر نہیں ہوگا کیونکہ دین اسلام کو امت تک پہنچانے والے صحابہ کرام ہی ہیں اگر ان کی ذواتِ قدسیہ پر ہی ایمان نہ رہا تو پورے دین سے اعتماد ختم ہو جائے گا۔

رہاان کا آپس میں باہمی اختلاف رائے، تو اسکی تو دین میں ہمیشہ اجازت رہی ہے کون نہیں جانتا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان مشاورت کے وقت نبی اکرم ﷺ سے بھی بعض اوقات اختلاف رائے کر لیتے تھے لیکن رب تعالیٰ نے نہ تو انہیں اس سے منع فرمایا نہ کوئی تنبیہہ فرمائی نہ ان خارج از اسلام قرار دیا بلکہ اپنے محبوب ﷺ کو بھی انہیں سے مشاورت کا حکم دیا۔ "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ" اور امور میں ان سے مشورہ فرمالیا کریں (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹)۔ اس کی روشنی میں بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ جب اجتہادی امور میں آرائے رسول ﷺ کے خلاف رائے دینا جرم نہیں تو صحابہ کرام کے باہمی امور میں جرم کیسے ہوگا؟۔

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف کے ایک اقتباس کا ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ مزید شرح صدر ہو جائے

"صحابہ کرام بعض اجتہادی امور میں خود نبی اکرم ﷺ کی رائے کی مخالفت کرتے تھے اور حضور کی رائے کے خلاف رائے دیتے تھے اور ان کا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ قابل ملامت اور نہ ان کے خلاف کوئی وحی اتری تو پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کفر کیسے ہوگئی؟ اور ان کے مخالفین پہ طعن و ملامت کیوں؟ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والی مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہے اور ان میں جلیل القدر صحابہ بھی ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت خود مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام نے دی ہے" (مکتوبات شریف، حضرت مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۷۲، مکتوب ۳۶)

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ آپس میں دو

مسلمانوں کا یا دو مسلمان گروہوں کا لڑنا جھگڑنا کسی ایک کو بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا جیسا کہ پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے واقعات میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد قوم بنی اسرائیل نے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا اور حضرت ہارون علیہ السلام کے سمجھانے سے بھی باز نہ آئے اور اپنی اس نافرمانی پر اڑے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اتنے غضبناک ہوئے کہ انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارک اور سر کے بال بھی پکڑ لیے اور انہیں خوب ڈانٹا۔ قرآن کریم نے خوب منظر کشی کی ہے

"قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ"

ترجمہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہارون! تمہیں کس چیز نے روکا تھا جب آپ نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا کہ آپ میرے پیچھے آئے کیا تم نے میرا حکم نہ مانا حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! نہ میری داڑھی پکڑیئے اور نہ سر کے بال"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس جھگڑے اور نزاع کے باوجود نہ تو ان دونوں حضرات میں سے کوئی کافر و مرتد ہوا اور نہ ہی ان کے دین اور ان کی شان و عظمت میں کوئی کمی واقع ہوئی بلکہ ان دونوں کی نبوت برقرار ہے اور ان میں سے کسی کی نبوت میں بھی نقص واقع نہیں ہوتا یہ نزاع نہ تو ان کو کافر بناتا ہے اور نہ ہی ان کی عظمت و شان میں کمی اور نقص کا سبب ہے۔

دوسری بات اس سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ ان قرآنی آیات کو پڑھ کر کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ نبیوں میں سے کسی ایک کے متعلق بھی زبانِ طعن وملامت دراز کرے ایسے ہی صحابہ کرام کی شان میں بھی زبانِ طعن دراز کرنے کا حق کسی کو نہیں۔

دوسرے مقام پر سورۃ الحجرات میں مسلمانوں کے دو گروہوں کے باہم تصادم ہو جانے اور لڑائی جھگڑا کرنے کے باوجود بھی دونوں کو مومن فرمایا گیا دیکھئے فرمان باری تعالیٰ ہے

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (سورۃ الحجرات آیت نمبر 9 پارہ نمبر 26)

ترجمہ: "اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروادو اور اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کروادو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

اس آیت کریمہ میں باہمی لڑائی جھگڑا کرنے کے باوجود ان دونوں گروہوں کو "المومنین" فرمایا گیا ہے یعنی لڑائی جھگڑا ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا نہ ہی مرتد بناتا ہے اسی لئے نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی یہ بزرگی بیان فرمائی

اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری)

ترجمہ:۔ میرا یہ بیٹا سید و سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ مشکلکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ بھی اسی قسم کی تھی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام برحق کی مخالفت نفسانی خواہشات کی بنیاد پر نہیں بلکہ خطائے اجتہادی کی بنا پر کی تھی جس کی وجہ سے انہیں مطعون نہیں کیا جاسکتا

اس بارے میں میرے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا خوبصورت تجزیہ فرمایا ہے فرماتے ہیں:۔

"وخلافے ونزاع کہ درمیان اصحاب واقع شدہ بود محمول بہ ہوائے نفسانی نیست درصحبت خیر البشر نفوس ایشاں بتزکیہ رسیدہ بودند واز آزردگی آزاد شدہ۔ این قدرمی دانم کہ حضرت امیر درآن باب برحق بودند ومخالف ایشاں برخطا بودند۔ اما ایں خطاء خطائے اجتہادی ست ۔۔۔ کہ مخطی رانیز یک درجہ است ازثواب (مکتوبات جلد اصفحہ ۸۶)

ترجمہ: جو اختلافات اور نزاعات صحابہ کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ نفسانی خواہشات کی بنیاد پر نہیں تھے کیونکہ نفوس صحابہ صحبتِ رسول کی برکت سے پاک اور ایذا رسانی سے منزہ ہوچکے تھے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس بارے میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالفین خطا پر لیکن یہ خطاء، خطائے اجتہادی

"کیونکہ خطا کار مجتہد کیلئے بھی ثواب کا ایک درجہ ہے۔

دین اسلام کی یہ خوبی اور امتیاز ہے کہ جو آدمی ایک مرتبہ اسکے دائرہ میں آجاتا ہے اسکے زندگی بھر کے گناہ اسی وقت ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں امام مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

عن عمرو بن العاص قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فقلتُ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلاُ بَایِعُکَ فبسط یمینہٗ فقبضتُ یدی فقالَ مالک یا عمرو ؟قُلتُ اردتُ اَنْ اشترط قال تشترط ما ذا؟قُلتُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یا عمرو اِنَّ الاسلام یَھْدِمُ ما کَانَ قبلہٗ وَاِنَّ الھجرۃَ تھدم ما کَانَ قبلھا وَاِنَّ الحجَّ یَھْدِمُ ما کَانَ قبلہٗ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میں بیعت کروں آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا آپ نے پوچھا اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی حضور! کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہو میں نے کہا میری شرط یہ ہے کہ میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام لانے سے آدمی کے سارے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسی طرح ہجرت کرنے سے بھی پہلے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسی طرح حج کرنے سے بھی پہلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ (مسلم شریف)

اس فرمان رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ اسلام کے دائرہ میں داخل آدمی کے گناہ جب رب العالمین نے معاف فرما دیئے تو پھر کسی بھی آدمی کو کسی بھی شخصیت خواہ وہ صحابی ہو یا غیر صحابی، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بارے میں کسی کو بھی زبان طعن دراز کرنے کی اجازت نہیں۔

میرے عزیز! سب جانتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے قبل کفار کے قابل ترین جرنیل سمجھے جاتے تھے اور غزوہ احد میں درہ کو خالی دیکھ کر انہوں نے ہی یہ کہا کہ آؤ اس طرف سے مسلمانوں پر حملہ کریں! چنانچہ مسلمانوں کی جماعت میں عظیم صحابہ کی شہادت کا باعث بھی یہی خالد بنے۔ لیکن جب اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس گناہ سمیت زندگی بھر کے سارے گناہ معاف فرما دیے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں "خالد سیف من سیوف اللہ عزوجل" قرار دیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے" اس حدیث کو امام احمد نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

احباب گرامی! اگر رب تعالیٰ کسی کے سارے گناہ معاف فرما دے بلکہ "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کے سرٹیفکیٹ جاری فرما دے کہ میں ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے تو ماوشما کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ان کے متعلق زبان طعن تو کیا! برا سوچے بھی؟ حضور نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "لَا تَمَسُّ النَّارُ مَنْ رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي" (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ:۔ فرمایا جس نے میری زیارت کی یا اس کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی اسکو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کے ان مخلص اور جانثار صحابہ اور حضور نبی پاک ﷺ کی آل پاک، اولاد پاک واہل بیت پاک اور ان کی نسل پاک سے آج تک صحیح العقیدہ اور متبع سادات عظام واولیاء کرام کی حقیقی تعظیم اور سچی محبت اور کامل اطاعت و اتباع کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

سلام بحضور خلفائے راشدین وجمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ازقلم: حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم کیلانی رحمتہ اللہ علیہ

مصطفٰے کے پیاروں پہ لاکھوں سلام
جانشینوں پہ یاروں پہ لاکھوں سلام

۱۔ خالقِ دو جہاں ہے ہمارا خدا — بے سہاروں کے دل کا سہارا خدا
جو ہے پیارے نبی کا پیارا خدا — اسکے پیارے کے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۲۔ راہبرِ دو جہاں جس نے پیدا کیا — جس کی تخلیق ہر دوسرا کی بنا
ہر ادا جس کی راہبر وراہِ ھدیٰ — اسکی راہ کے غباروں پہ لاکھوں سلام

۳۔ عرش سے جس کے روضہ کی افضل زمین — چومتی ہے جسے عرشیوں کی جبیں
جس چمن کی محبت ہے ایمان ودیں — اسکے پھولوں پہ خاروں پہ لاکھوں سلام

۴۔ محوِ یادِ الٰہی ہیں وہ پیارے — جنمیں رہے وہ چھپ چھپ کے اغیار سے
جو منور ہوئیں اس کے انوار سے — ان پہاڑوں کی غاروں پہ لاکھوں سلام

۵۔ گفتگو میں تھا لہجہء موجِ صبا — تھا خطابت پہ حسنِ بلاغت ادا
جن میں کرتا تھا وہ حسنِ مطلب ادا — ان حسیں اشعاروں پہ لاکھوں سلام

۶۔ یارِ غارِ خیرالورٰی کی قسم — پھر مرادِ شہِ دوسرا کی قسم
ذوالنورین اور شیرِ خدا کی قسم — چاروں برحق ہیں چاروں پہ لاکھوں سلام

۷۔ لی خلافت نے جنکی نبوت کی جا — وہ ہر اک نائبِ خاتم الانبیاء

جنکو منصب یہ حق سے مقدر ہوا ان سبھی ذی وقاروں پہ لاکھوں سلام

۸۔ شانِ صدیق و فاروق و عثماں و علی اپنی خود مثل ہر جانشینِ نبی
جن سے گلزارِ دیں کی کھلی ہر کلی ان مقدس بہاروں پہ لاکھوں سلام

۹۔ جنکو اسوۂ نبی تھا محبوبِ جاں جو تھے اسلام کے اولیں پاسباں
جنکا ہر نقشِ پا راہِ دیں کا نشاں انکے زندہ آثاروں پہ لاکھوں سلام

۱۰۔ مصطفےٰ کے وہ افضل ترین جانشیں جنکا بعد انبیاء کوئی ثانی نہیں
جو مزارِ محمد میں ہیں جاگزیں ان کے متحد مزاروں پہ لاکھوں سلام

۱۱۔ وہ خلافتِ حقہ کے مسند نشیں جنکے سینے تھے احکامِ حق کے امیں
جنکا ہر اک فرمان فرمانِ دین ان شہوں تاجداروں پہ لاکھوں سلام

۱۲۔ اوّلِ ہجرت نبی کا رفیق سفر منزلیں جان لیوا تھیں راہ پُر خطر
جن سے گزرے نبی روشِ صدیق پر ان کٹھن راہ گزاروں پہ لاکھوں سلام

۱۳۔ ثانی اثنین جسکو خدا نے کہا وہ محبّ و حبیبِ حبیبِ خدا
جس نے سب کچھ نبی پہ نچھاور کیا اُسکے لاکھوں ایثاروں پہ لاکھوں سلام

۱۴۔ جسکی کانٹوں سے ٹانکی قبا دلنشیں ہُو بہو پہن کے آیا روح الامینؑ
جسکے تھے پیار ایسے پیار آفریں اسکے پیارے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۱۵۔ آرزو جس کی، سرورِ انس و جاں اولیں جس کی کعبہ میں گونجی اذاں
اور قراءت نے بدلا عمر کا جہاں اس کی قراءت پہ پاروں پہ لاکھوں سلام

۱۶۔ جسکی حدوں سے آزاد حدِ نظر چیر جاتی تھی آواز سب خشک و تر
سارے جس کے شاہد ہیں احکام پر اس کے تعمیل کاروں پہ لاکھوں سلام

۱۷۔ جس نے تعزیر نافذ کی فرزند پر — جس نے کوڑوں سے پٹوایا لختِ جگر
معترف ہیں جس کے عدل کے بحر و بر — اسکی سب یادگاروں پہ لاکھوں سلام

۱۸۔ بھیس بدلائے پھرتا تھا جو رات بھر — پشت پر آٹا لے جاتا بھوکوں کے گھر
جس کے شاہد ہیں طیبہ کے دیوار و در — ان دروں ان دیواروں پہ لاکھوں سلام

۱۹۔ پھٹے کپڑوں میں ملبوس فرمانروا — جسکے کرتے میں پیوند تھے جا بہ جا
جس سے لرزاں تھے دنیا کے جنگ آزما — اس کی فوجوں بسالاروں لاکھوں سلام

۲۰۔ تاجدار شہادت بحکم خبر — پاسباں جس کے، حیدر کے لختِ جگر
خوں لیا جس کا قرآن نے اوراق پر — اسکے خون، خوں کے دھاروں پہ لاکھوں سلام

۲۱۔ جسکی آئی گواہی ہے قرآن میں — نص دست نبی حق عثمان میں
جو بھی شامل تھے بیعتِ رضوان میں — ان سبھی جانثاروں پہ لاکھوں سلام

۲۲۔ جس نے پیاسوں کو کنواں مہیا کیا — جس نے سامانِ جنگ لشکروں کو دیا
جس نے اپنوں سے جامِ شہادت پیا — اس پیا کے شعاروں پہ لاکھوں سلام

۲۳۔ علم کی جسکے کوئی نہیں انتہا — جس سے آتی فرشتوں کو بھی تھی حیا
جسکی ہر اک تھی شرمیلی پیاری ادا — اسکے شرمیلے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۲۴۔ جناب ابوطالب کا لختِ جگر — وہ نبی کی جگر پارہ کا تاجِ سر
جو تھا حسنین و زینب کا مشفق پدر — اسکے سب دل کے پاروں پہ لاکھوں سلام

۲۵۔ جسکا شبر تھا سردارِ صبر و رضا — جسکا شبیر شاہکارِ صبر و رضا
جسکی زینب تھی کردارِ صبر و رضا — اسکے سب ہونہاروں پہ لاکھوں سلام

۲۶۔ جو ہر اک پہ غالب تھا شیرِ خدا — عبدِ وَدّ کے دیئے جس نے ٹکڑے اڑا

جس نے مرحب کو واصلِ دوزخ کیا	اسکے سب کارزاروں پہ لاکھوں سلام

۲۷۔ جس سخی کا تھا یہ حسنِ شانِ سخا	جائے کوئی بھی نہ در سے خالی گدا
جو کھلا کر غریبوں کو بھوکا رہا	اسکے پس خوردہ خواروں پہ لاکھوں

۲۸۔ تھوک کر جس کے چہرہ پہ کافر بچا	دیکھئے اسکا اخلاصِ راہِ خدا
جن اصولوں کا اسلام ہے راہنما	ان اصولوں شعاروں پہ لاکھوں سلام

۲۹۔ بیکِ مرگِ عدو ذوالفقارِ دودم	کافروں کو دکھاتی تھی راہِ عدم
نفرتیں جو متیں جس کے بڑھ کے قدم	اسکی تلوار کے واروں پہ لاکھوں سلام

۳۰۔ جو تھا شہرِ علومِ نبوت کا در	شبِ ہجرت جو سویا تھا آقا کے گھر
جسکو خطروں میں بھی تھا نہ دھڑکا نہ ڈر	اسکے دل کے قراروں پہ لاکھوں سلام

۳۱۔ جسکے بازو میں تھی قوت لافتےٰ	مولا سب کا علی مولا مشکلکشاؒ
اس نے جن جن قلعوں کو مسخر کیا	اُن قلعوں ان حصاروں پہ لاکھوں سلام

۳۲۔ جسکی خاطر پلٹ آیا مہرِ مبیں	جسکا ہمسر شجاعت میں کوئی نہیں
جسکی اشکوں میں ڈوبی نمازیں رہیں	اسکے ان انکساروں پہ لاکھوں سلام

۳۳۔ محسنِ اہلِ اسلام شاہِ حسنؓ	ماویٔ اہلِ دین بارگاہِ حسنؓ
جن کو قسمت ہو لطفِ نگاہِ حسنؓ	انکے بختوں بیداروں پہ لاکھوں سلام

۳۴۔ دنگ تاریخ ہے جس کے کردار پر	اس جوانانِ جنت کے سردار پر
اس کے بے مثل جذبہ ایثار پر	اسکے سب پیروکاروں پہ لاکھوں سلام

۳۵۔ جس نے ہر چیز قرباں کی اتحاد پر	مہر کی ثبت نانا کے ایثار پر
[illegible] حق کی تھیں جس کی امداد پر	اسکے سب مددگاروں پہ لاکھوں سلام

۳۶۔ جس نے شیرازہ بندی کا ساماں کیا — جس نے بکھروں کو متحد و یک جان کیا
جس نے نانا کی امت پہ احساں کیا — اس کے احسانوں بھاروں پہ لاکھوں سلام

۳۷۔ جس نے ڈالے مٹا اختلافات سب — یہ اسی کی نوشایاں تھے درجات سب
جس نے سونپے جسے اختیارات سب — اسکے سب اختیاروں پہ لاکھوں سلام

۳۸۔ حبش سے جس کو رحمتیں لائی یہاں — عشق نے جس سے آنکھیں ملائیں یہاں
لذتیں سوز کی جس نے پائی یہاں — اسکے دل کے قراروں پہ لاکھوں سلام

۳۹۔ صبر میں کوہ تھا عشق میں کوہستاں — گونجتی تھی مدینے میں جسکی اذاں
عشق تھا جس کو سرمایہء دوجہاں — اسکے عشق اسکے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۰۔ جن سے پاتی رہیں رفعتیں پستیاں — وہ صحابہ کی رفعت گزیں ہستیاں
چشمِ ساقی نے بخشیں جنہیں مستیاں — ان رفیع بادہ خواروں پہ لاکھوں سلام

۴۱۔ جو سراپا مقدر تھے تقدیر تھے — رحماءُ بَیْنَهُمْ کی جو تفسیر تھے
جو حقیقی اخوت کی تصویر تھے — ان کے ان بھائی چاروں پہ لاکھوں سلام

۴۲۔ جن کا اتحاد تھا رشتہء جاوداں — جو تھے ایمانِ کامل میں یک قلب و جاں
رنجشیں تک نہ سکتی تھیں جنکے یہاں — ان کے اُن پیارے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۳۔ عقل حیران ہے جنکی تقدیر پر — خلق قربان، خُلق جہانگیر پر
جو تھے مختار دنیا کی تقدیر پر — ان کے سب اختیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۴۔ جاگتے جن کے سجدے تھے رت رات کو — وسعتیں دن میں دیتے فتوحات کو
چیر جاتے تھے جو بحر ظلمات کو — ان جوان شہسواروں پہ لاکھوں سلام

۴۵۔ گرم ریتوں پہ جنکو لٹایا گیا — سُولیوں پہ جنہیں لٹکوایا گیا

ہر اک دکھ دے کر ستایا گیا — بے کسوں ان بیچاروں پہ لاکھوں سلام

۴۶۔ راہ ہجرت میں جو دکھ اٹھاتے رہے — جو خدا کیلئے سر کٹاتے رہے
جو ہر اک حکم پر سر جھکاتے رہے — ان اطاعت شعاروں پہ لاکھوں سلام

۴۷۔ جو گھروں سے وطن سے نکالے گئے — جو مصائب کے سانچے میں ڈھالے گئے
وہ جہاں بھی کہیں اللہ والے گئے — ان جگنوں ان دیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۸۔ جو جہادوں میں جانیں لڑاتے رہے — جو ہر شجاعت کے سکو دکھاتے رہے
موت کے منہ میں جو مسکراتے رہے — ان جری جانثاروں پہ لاکھوں سلام

۴۹۔ جاں بازوں نے پرچم اڑائے جہاں — سرفروشوں نے سجدے لٹائے جہاں
غازیوں نے سینے جلائے جہاں — ان جگنوں ان کناروں پہ لاکھوں سلام

۵۰۔ وہ مجاہد وہ اسلام کے جنگجو — جو تھے ناموس حق دین کی آبرو
جن کی تیغوں سے ٹپکا عدو کا لہو — انکی تیغوں کی دھاروں پہ لاکھوں سلام

۵۱۔ وہ جری نوجواں سرفروشان دیں — ہمہ جاں جنکی رہتی تھی فتح مبیں
وہ جہاں بھر میں اترے جہاں بھی کہیں — ان زمینوں دیاروں پہ لاکھوں سلام

۵۲۔ وہ مجاہد تھا جنکا یہ منشورِ جنگ — رہے دشمن بھی محفوظ و معذورِ جنگ
کس قدر ان کا اونچا تھا دستورِ جنگ — انکے اونچے معیاروں پہ لاکھوں سلام

۵۳۔ اہل ہجرت کے ایثار کن میزبان — جن کو کہتے ہیں انصار، اہل جہاں
جو مواخات کے تھے حقیقی نشاں — ان نشانوں آثاروں پہ لاکھوں سلام

۵۴۔ جو نبی کے پیاروں کے پیارے بنے — زخم بیچارگی کے جو چارے بنے
بے بستان دلوں کے سہارے بنے — ان دلوں ان سہاروں پہ لاکھوں سلام

۵۵۔ وہ تصوف کے رمز آشنا راز داں — جنکو کہتا ہے اصحابِ صفّہ جہاں
جنکو مسجد نبوی تھی فردوسِ جاں — ان عبادت گزاروں پہ لاکھوں سلام

۵۶۔ جنکو پیارے نبی نے پیارے کہا — بخششوں کے سفینے ہمارے کہا
چاندنے عرب کے جنکو تارے کہا — ان حسیں چاند تاروں پہ لاکھوں سلام

۵۷۔ جنکی کوئی متاع تھی نہ تھا کوئی گھر — زندگی جن کی تھی دید پر منحصر
کھوئی رہتی تھی جلووں میں انکی نظر — اس نظر ان نظاروں پہ لاکھوں سلام

۵۸۔ جسقدر رہیں صحابہ کے حلقہ نشیں — اصطلاحِ شرع میں جو ہیں تابعیں
تابعیں کے تابع ہیں جو اہل دیں — ان سبھی دینداروں پہ لاکھوں سلام

۵۹۔ وہ مشائخ وہ مردانِ راہِ خدا — رہنمایانِ دیں، اتقیا اصفیا
جسکو کہتی ہے خلقِ خدا اولیاء — ان محبت شعاروں پہ لاکھوں سلام

۶۰۔ عمر بھر جو رہے وقفِ تبلیغِ دیں — تخمِ دیں سے مشرف کی ہر سرزمیں
وہ جہاں بھی ہیں مدفون ان پہ وہیں — ان کروڑوں ہزاروں پہ لاکھوں سلام

۶۱۔ مرے راہبرِ دو جہاں، مرے پیشوا — نقشبندی طریقت کے سب اولیاء
جن کے درکا ہوں واصفؔ میں ادنیٰ گدا — ان میرے تاجداروں پہ لاکھوں سلام

مصطفٰے کے پیاروں پہ لاکھوں سلام
جانشینوں پہ یاروں پہ لاکھوں سلام

یا اللہ جل جلالہٗ　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　یارسول اللہ ﷺ

حصہ اول

شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم

حصہ دوم

حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

مع معتبر ترین ۳۳ کتبِ شیعہ سے چار بناتِ رسول کا ثبوت

تقدیم و حکم تصنیف

مخدوم ملت، منبع رشد و ہدایت
قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف: خادم حضور محمد رفیق کیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)